وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

اللہ

وضو نیت مراقبہ استغفار درود تلاوت ریاضت

معمولات

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

مؤلف

محبوب العلماء والصلحا

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہم

مکتبۃ النقشبندیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معمولات

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

مؤلف

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہ

ناشر

مکتبۃ النقیب

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-2618803

اللہ جل

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	پیش لفظ	8
	معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ	9
I	ذکر قلبی	11
	مثال نمبر۱	12
	مثال نمبر۲	12
	مثال نمبر۳	13
	قرآن مجید سے دلائل	14
	مومنین کو ذکر کثیر کا حکم ہے	14
	احادیث سے دلائل	16
	ذکر لسانی اور ذکر قلبی	17
	عقلی دلائل	18
	ذکر کے فوائد	20
	ذکر دل کی صفائی کا باعث ہے	20
	ذاکر کو اللہ تعالیٰ یاد رکھتے ہیں	21
	ذاکر سے اللہ تعالیٰ کی دوستی	22
	ذکر سے دائمی حیات ملتی ہے	22
	ذکر اطمینان قلب کا باعث ہے	23

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	ذکر شیطان کے خلاف ہتھیار ہے	25
	ذکر افضل ترین عبادت ہے	26
	ذکر کی وجہ سے عذاب قبر سے نجات	28
	ذکر اللہ سے غفلت کا انجام	28
	جنتیوں کی حسرت	29
2	مراقبہ	31
	ملائکہ کا اقرار فرمانیاں	31
	مراقبہ	33
	مراقبہ کا طریقہ	34
	قرآن مجید سے دلائل	36
	احادیث سے دلائل	38
	مراقبہ کے فوائد	41
	افضل ترین عبادت	41
	مراقبہ سے ایمان کا نور بڑھتا ہے	42
	مراقبہ شیطان کیلئے باعث خجالت ہے	42
	مراقبہ سے روحانی ترقی نصیب ہوتی ہے	42
3	تلاوت قرآن مجید	44
	دلائل از قرآن مجید	45
	احادیث سے دلائل	46
	تلاوت قرآن مجید کے فوائد	48
	تلاوت قرآن پر اجر کثیر	48

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	اگلے والے کیلئے دو بڑا حجم	49
	قابل رشک چیز ــــ تلاوت قرآن	50
	قرآن پڑھنے والے کی اللہ کے ہاں قدر	51
	تلاوت خدا کے قرب کا بہترین ذریعہ	52
	قرآن پڑھنے والے کیلئے دس انعامات کا وعدہ	53
	قرآن پڑھنے والا انبیاء صدیقین کے حلقہ میں شمار ہوگا	53
	تلاوت قرآن قوت حافظہ بڑھنے کا ذریعہ	54
	تلاوت قرآن دلوں کے زنگ کا مصقل ہے	54
	قرآن کریم بہترین سفارشی	54
4	استغفار	57
	کچی توبہ کی شرائط	58
	استغفار کی دو قسمیں	59
	قرآن مجید سے دلائل	60
	احادیث سے دلائل	61
	اللہ تعالیٰ کی شان مغفرت	63
	استغفار کے فوائد	66
	اللہ تعالیٰ کے محبوب	67
	ہر تنگی سے نجات	67
	ہر غم سے نجات	68
	رزق کی فراوانی	68

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
5	درود شریف	69
	دلائل از قرآن مجید	70
	دلائل از احادیث	71
	درود شریف کے فوائد	73
6	رابطہ شیخ	75
	ظاہری رابطہ	75
	باطنی رابطہ	76
	قرآن مجید سے دلائل	77
	احادیث سے دلائل	80
	رابطہ شیخ کے فوائد	84
	اصلاح نفس	84
	مقامات کی بلندی	85
	اعلان مظفرت	86
	علامات ایمانی میں اضافہ	86
	امید شفاعت	87
	صحابہ کرام سے مشابہت	88
	ہدایات برائے سالکین	91

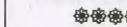

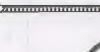

پیش لفظ

جب بھی کسی سالک کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کیا جاتا ہے تو اسے کچھ اسباق و معمولات بتائے جاتے ہیں جن پر پابندی سے عمل کرنا اس کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ بیعت کے وقت ان معمولات کا طریقہ بھی اجمالاً بھی تفصیلاً سالک کو بتا دیا جاتا ہے۔ لیکن ہر وقت ایسا موقع ملنا ضروری نہیں ہوتا کہ ہر فرد آ کر ہر مرید کو ان کی تفصیل سمجھائی جا سکے۔ چونکہ ان معمولات پر ایک سالک کی آئندہ روحانی زندگی کا مدار ہوتا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ سالکین کی رہنمائی کیلئے اس پر باقاعدہ ایک رسالہ تحریر کر دیا جائے۔ جس میں ان معمولات کا طریقہ کار، ان کی فضیلت، ان کی اہمیت و افادیت اور ان کے مقصد کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جائے۔ تاکہ سالک ان معمولات کو پورے ذوق و شوق کے ساتھ، ان کی غرض و غایت کو سمجھتے ہوئے صحیح طریقے سے اور باقاعدگی سے کرتا رہے۔ فقیر کے خیال میں یہ کتاب ہر سالک کے پاس ہونی چاہیے۔ اور اسے صرف اصلاحی کتاب ہی نہیں بلکہ شیخ کی طرف سے پہلا ہدایت نامہ سمجھتے ہوئے پڑھنا چاہیے۔ امید ہے کہ عمل کرنے والوں کیلئے یہ کتاب ترقی معراج کا باعث بنے گی۔

یہ بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنے گر ہار گئے تو مات نہیں

دعا گو و دعا جو
فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
کان اللہ لہ ھو حسبا من کل شیء

معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

بیعت کا عمل کوئی رسمی اور روایتی چیز نہیں بلکہ نبی علیہ السلام کی سنت مبارکہ ہے۔ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع اور اپنی اصلاح ہوتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے سالک کو کچھ معمولات اور وظائف بتائے جاتے ہیں، جن پر باقاعدگی سے عمل کرنے سے سالک کی زندگی میں اسلامی، ایمانی اور قرآنی انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ محبت الٰہی اس طرح انگ انگ میں سما جاتی ہے کہ آنکھ کا دیکھنا، زبان کا بولنا اور پاؤں کا چلنا بدل جاتا ہے۔ سالک یوں محسوس کرتا ہے کہ میرے اوپر مغفرت اور دوستگی کا غلاف چڑھا ہوا تھا جو اتر گیا ہے اور اندر سے ایک سچا اور اچھا انسان نکل آیا ہے۔ وہ معمولات درج ذیل ہیں۔

(۱) وقوف قلبی

(۲) مراقبہ

(۳) تلاوت قرآن

(۴) استغفار

(۵) درود شریف

(۶) رابطہ مع شیخ

جس طرح ایک بیج میں درخت بننے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے اور اگر اس

بیج کو کسی مالی کے زیرِ نگرانی چند دن زرخیز زمین میں پرورش پانے کا موقع مل جائے تو وہ پھل پھول والا درخت بن جاتا ہے۔ اسی طرح سالک چند دن شیخ کے زیرِ سایہ ان اوراد و وظائف کو کرے تو اس کی شخصیت پر حسنِ اخلاق کے پھول کھلتے ہیں اور اس کا شجرِ امید بار آور ثابت ہوتا ہے۔

یہ معمولات انسان کی باطنی امراض کے علاج کیلئے ایک تیر بہدف (Patent) نسخہ ہیں۔ ان کا فائدہ مند ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسے یقینی کا بیٹھا ہونا یقینی ہے۔ دنیا کے کروڑوں انسانوں نے اب تک اس نسخے کو آزمایا اور اس سے فائدہ پایا ہے۔ لیکن اگر کوئی سالک ان اوراد و وظائف کی پابندی ہی نہ کرے اور پھر شکایت کرے کہ ہمیں فائدہ نہیں ہوا تو اس میں شیخ کا کیا قصور ہے؟ اس کی مثال تو ایسے مریض کی سی ہے جو کسی بہت بڑے ڈاکٹر سے نسخہ تو لکھوا لے لیکن جیب میں ڈالے پھرے اور استعمال نہ کرے۔ بھلا جیب میں رکھا ہوا نسخہ کیسے فائدہ دے سکتا ہے جب تک کہ اسے استعمال نہ کیا جائے۔

ان اوراد و وظائف کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ کرنے میں بہت ہی آسان ہیں لیکن باقاعدگی سے کرنے سے پوری کی پوری شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات دو اور دو چار کی طرح ٹھوس ہے۔ جسے یقین نہ ہو آزما کر دیکھ لے

ملائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے

اب ان اوراد و وظائف کا طریقہ، دلائل اور فضائل بیان کئے جاتے ہیں۔

① وقف قلبی

ہر گھڑی ہر آن، یہ رکھنا ہے دھیان، میرا دل کر رہا ہے لقد اللہ اللہ

وقف کا لفظی معنی ہوتا ہے ٹھہرنا، پس وقف قلبی سے لفظی معنی ہوئے دل پر ٹھہرنا۔ اصطلاحاً اس سے مراد ہے اپنے دل کی مسلسل نگہبانی کرنا و رس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھنا۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ ہر وقت قلب صنوبری کی طرف جو بائیں پستان کے نیچے پہلو کی طرف دو انگل کے فاصلے پر ہے للہ تعالیٰ کی یاد کا دھیان رکھے کہ ہر دس اللہ اللہ کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ اس کا دل کسی لمحے بھی کسی سوچ اور فکر کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر وقت کسی نہ کسی خیال کے تانے بانے بنتا رہتا ہے۔ وقف قلبی میں انسان اس بات کی مشق کرتا ہے کہ دل کو ہر وقت کی فضول سوچوں سے ہٹا کر اللہ کی یاد کی طرف لگایا جائے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی ذات کا خیال، اس کی سوچ میں رچ بس جائے، بقول فیضی

ب نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

مبتدی کیلئے یہ ذرا مشکل ہوتا ہے لیکن مسلسل کوشش کرنے سے یہ کام آسان

ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ سالک ظاہری طور پہ اپنی روزمرہ کے کام کاج کرنے میں مشغول رہتا ہے جبکہ اس کا دل اللہ کی یاد میں مشغول ہوتا ہے۔ اسے کہتے ہیں ''دست بکار دل بیار'' یعنی تجھ کام کاج میں مشغول دل اللہ کی یاد میں مشغول۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان اپنے کاموں میں بھی مشغول رہے جبکہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہے؟ اس بات کو سمجھنے کے لئے کچھ مثالیں دی جاتی ہیں۔

مثال نمبر ۱

گاڑی کے ڈرائیور کی مثال پر غور کریں۔ وہ گاڑی بھی چلا رہا ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہا ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں ایک خودکار عمل کے ذریعے سے حرکت کر رہے ہوتے ہیں اور موقع کی مناسبت سے گاڑی کے سٹیرنگ، کیئر، کلچ، بریک کو حرکت دے رہے ہوتے ہیں۔ بظاہر وہ باتیں کر رہا ہے لیکن اندرونی طور پر اس کی سوچ گاڑی کی ڈرائیونگ کی طرف لگی ہوئی ہے۔ اسی لئے گاڑی بغیر کسی حادثے کے اپنی سمت کی طرف روں دں رہتی ہے۔

مثال نمبر ۲

دیہاتوں میں بعض اوقات عورتیں گھڑ سر پر رکھ کر دور سے پانی بھر کر لاتی ہیں۔ بعض عورتوں کو گھڑا اٹھانے کی اتنی مشق ہو جاتی ہے کہ گھڑے کو وہ ہاتھ سے پکڑے بغیر سر پر متوازن رکھ کر چلتی ہیں۔ اس دوران وہ آپس میں باتیں بھی کرتی ہیں اور اونچی نیچی جگہوں سے بھی گزرتی ہیں لیکن لاشعوری طور پر ان کی یک توجہ اپنے گھڑے کے توازن کی طرف بھی ہوتی ہے۔ جیسں کہیں ٹھوڑ سا

بھی توانائی میں رد و بدل ہوتا ہے اس کا جسم خود کار طور پر اس کو درست کر دیتا ہے ورنہ گھڑا گر نے سے محفوظ رہتا ہے۔

مثال نمبر ۳

فرض کریں کوئی عورت اپنے بچے کو تیار کر کے سکول بھیجتی ہے سکول میں اس بچے کا رویہ آپ سے ادا ہے۔ اب بچے کے واپس گھر آنے تک وہ عورت گھر کے کام کاج میں بھی مشغول ہوتی ہے لیکن اس کا دھیان اور اس کی توجہ مسلسل اپنے بچے کی طرف لگی رہتی ہے کہ اب بچہ سکول پہنچ گیا ہوگا۔ اب چھٹی ہوئی ہوگی اب وہ بس پر ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ اب بظاہر تو وہ گھر کے کام کاج میں مشغول ہے لیکن ساتھ ساتھ اس کی سوچ بچے کی طرف بھی لگی ہوئی ہے۔

ان مثالوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہم کبھی بھی مرکوز اور مشق کرنے توجہ کی مصروفیات کے ساتھ ساتھ اپنی لاشعوری سوچ کو ہر وقت بچے اور اس کی طرف متوجہ رکھ سکتا ہے کہ میرا دل لگا کر رہا ہے۔ جب یہ مشق پکی ہو جاتی ہے تو پھر واقعی سے ہر وقت دل سے لگا رہتا ہے۔

ع زندگی ہے مر اللہ زندگی اک راز ہے

دل کے لگا لگا نہ زندگی کا سارہ ہے

مگر کسی کو مشکل محسوس ہو کہ ہر وقت توجہ قلبی نہیں رکھ سکتا۔ تو وہ یہ سمجھ لے کہ بڑھے مشق بھی ہے اور یہ کہ آج میں یہ گھنٹہ توجہ قلبی سے رہنے کی کوشش کروں گا۔ دوسرے دن وقت کو بڑھا دے۔ تیسرے دن مزید بڑھا دے۔ اس طرح کرتے کرتے ایک وقت ایسا آئے گا کہ اسے ہر وقت توجہ قلبی سے رہنے کی عادت پڑ جائے گی۔

وقوفِ قلبی سے رہنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بیرونی خطرات کا دل میں دخل نہ ہو۔ انسان کے دل سے غفلت نکل جائے اور ماسوی اللہ کی طرف کسی قسم کی توجہ باقی نہ رہے۔ تاکہ آہستہ آہستہ صرف اللہ ہی پر توجہ منحصر ہو جائے۔ وقوفِ قلبی کا خیال رکھنے سے سالک کی روحانی پرورش کئی بڑھ جاتی ہے اور اسے بہت جلد نسبت ذی الجلال اور جوارِ الٰہی نصیب ہو جاتا ہے۔ اس لیے بعض مشائخ نے اسے واصل باللہ ہونے کا زبردست ذریعہ کہا ہے۔

قرآن مجید سے دلائل

مؤمنین کو ذکر کثیر کا حکم ہے

قرآن پاک میں مؤمنین کو ذکر کثیر کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ۝ (الاحزاب ۴۱)

[اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو]

ایک جگہ ارشاد فرمایا

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الجمعہ ۱۰)

[اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ]

اس آیت میں اُذْکُرُوْا جمع کا صیغہ بھی ہے اور امر کا بھی۔ گویا مؤمنین کو ذکر کثیر کا حکم دیا جا رہا ہے۔ مزید یہ کہ ذکر کثیر کرنے والوں کیساتھ مغفرت اور جنت کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ذکر کثیر کا کیا مطلب ہے؟ کیا ہر نماز کے بعد تھوڑی دیر ذکر کر لیا کریں؟ یا صبح و شام ذکر کیا کریں یا اتفاقاً ذکر کریں کہ تھک

جائیں؟ آخر کیا کریں؟ اس آیت کے تحت مفسرین میں سے حضرت مجاہدؒ کا ذکر کثیر کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

"اَلذِّكْرُ الْكَثِيْرُ اَنْ لَّا يُنَافِقَ بِحَالٍ"

[ذکر کثیر یہ ہے کہ اسے کسی حال میں بھی نہ بھولے]

کسی حال میں بھی نہ بھولنے سے مراد کیا ہے؟ اس کی تین بنیادی حالتیں ہیں۔ یا وہ لیٹا ہوگا یا بیٹھا ہوگا یا کھڑا ہوگا۔ ہر حال میں وہ ذکر کرنے سے مراد لیٹے لیٹے، کھڑے اللہ کو یاد کرے، یہی مخلصوں کی نشانی تعالیٰ بتائی ہے۔ قرآن پاک میں اولوالالباب (مخلصوں) کے متعلق فرمایا گیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ

(آل عمران آیت ۱۹۱)

[وہ بندے جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرتے ہیں]

مفسرین دینؒ نے اس آیت کے تحت فرمایا ہے کہ

"اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو یہ بھی فرض کی ہے اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے حد مقرر کر دی ہے اور حالت عذر میں اس کو معذور سمجھا ہے۔ سوائے ذکر کے کہ نہ تو کوئی اس کے واسطے حد مقرر کی ہے اور نہ کسی کو اس کے ترک میں معذور سمجھا ہے سوائے مجنون کے، اسی لئے ان کو اللہ نے ہر حال میں ذکر کے لئے امر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ مؤمن یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور اپنی کروٹوں پر اور اس میں اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ ذکر کی شان اور اس کی فضیلت بہت بڑی ہے"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں

"اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ اَيْ بِاللَّيْلِ

وَالْبِحَارِ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَلِسَفَرِ وَالْحَضَرِ وَالْغِنٰى وَالْفَقْرِ
وَلِمَرَضٍ وَّلِصِحَّةٍ وَالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ "

جو لوگ کھڑے بیٹھے، اور لیٹے اللہ کو یاد کرتے ہیں یعنی ہر وقت ہر حال میں۔ خشکی اور تری میں، سفر اور حضر میں، غنا اور فقر میں، مرض میں اور صحت میں، خلوت میں اور جلوت میں صاف ظاہر ہے ایسا ذکر تو پھر ذکر قلبی اور ذکر خفی ہی ہو سکتا ہے جو ہر حال میں کیا جا سکے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں ذکر کثیر کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی تفسیر ذکر قلبی، ذکر خفی یا صوفیاء کی اصطلاح میں وقوف قلبی کی ہے۔ اس کو ذکر کے کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ (النساء ۱۰۳)

(اللہ کو یاد کرو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے)

پس ثابت ہوا کہ وقوف قلبی کیلئے قرآن مجید میں حکم فرمایا گیا ہے۔

احادیث سے دلائل

متعدد احادیث میں ذکر خفی (ذکر قلبی) کی باقاعدہ ترغیب وارد ہوئی ہے، مثلاً

☆ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ

اللہ تعالیٰ کو کم خرچ سے یاد کیا کرو، کسی نے دریافت کیا وہ کیسے؟ فرمایا

ارشاد فرمایا ذکر خفی (رواہ ابن المبارک فی الزہد، الجامع صغیر)

☆ حضرت عباؓ، عبدؓ اور حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا ارشاد فرمایا

بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کا درجہ رکھتا ہو۔

[صححه ابن حبان و ابو یعلی]

☆ بخاری شریف کی حدیث ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔"

اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ دوسنت بیٹھے ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتا تھی۔ اس حدیث کو گرانے اخلاق اور عموم پر بلا ستثناء چھوڑ دیا جائے تو یقیناً اس سے ذکر قلبی مراد ہے۔ کیونکہ بہت سے وقات ایسے ہوتے ہیں جن میں انسان ذکر کہا نہیں کر سکتا۔ اس لئے مشائخ عظام اسی کی اتباع کیلئے سالکین طریقت کو ذکر قلبی کی مشق کرواتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ذکر قلبی کی تعلیم قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ حضرات جو اس کو سیکھنے کے لئے مشائخ عظام کی سرپرستی میں وقت گزارتے ہیں۔

ذکر لسانی اور ذکر قلبی

ذکر کی دو قسمیں ہیں، ذکر لسانی و ذکر قلبی۔

بقول شخصے

لِسَانِیْ وَ قَلْبِیْ بِقُرحان بِذِکْرِهَا
وَ مَا الْمَرْءُ اِلَّا قَلْبُهٗ وَ لِسَانُهٗ

[میری زبان اور میرا دل اس کے ذکر سے خوش ہے مرد آدمی کے پاس دل اور زبان ہی تو ہوتی ہے]

حدیث نبوی ﷺ سے ذکر قلبی کی فضیلت ذکر لسانی پر ثابت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے

وہ ذکر قلبی جس کو فرشتے بھی نہ سن سکیں (ذکر لسانی سے) ستر درجے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ جب قیامت کے دن اللہ جل شانہ تمام مخلوق کو حساب کے لئے جمع فرمائے گا اور کراماً کاتبین اعمال نامے لیکر آئیں گے تو ارشاد ہوگا کہ فلاں بندے کے اعمال دیکھو کچھ اور باقی ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے ہم نے تو کوئی بھی اور چیز ایسی باقی نہیں چھوڑی جو لکھی نہ ہو اور محفوظ نہ ہو تو ارشاد ہوگا کہ ہمارے پاس ایک نیکی ایسی باقی ہے جو تمہارے علم میں نہیں ہے وہ ذکر خفی ہے۔

(مسند ابو یعلیٰ ۷ ، از حضرت عائشہ صدیقہؓ)

عقلی دلائل

عقلی طور پر دیکھا جائے تو بھی ذکر قلبی کو ذکر لسانی پر فضیلت حاصل ہے۔ مثلاً

☆ ذکر قلبی ہر وقت کرنا ممکن ہے جبکہ ذکر لسانی ممکن نہیں۔ مثلاً جب کہ ملک کھانا کھا رہا ہوتا ہے، تقریر کر رہا ہوتا ہے، دوکان پر بیٹھا گاہک سے سودا لے کر رہا ہوتا ہے تو دو زبان سے ایک وقت میں دو کام نہیں کر سکتا۔ مختلف کرے یا ذکر اللہ کرے۔ زبان سے ایک وقت میں ایک کام ہی ممکن ہے۔ جب کہ ذکر قلبی کام کاج کے دوران، لیٹے، بیٹھے، چلتے، پھرتے ہر حال میں کیا جا سکتا ہے۔

☆ ذکر لسانی کرتے ہوئے زبان ہلنے کی، ہونٹ حرکت کریں گے، ہر وقت یہ ڈر رہے گا کہ کسی کو پتہ نہ چل جائے جبکہ ذکر قلبی کا پتہ یا ذکر کرنے والے کو ہوتا ہے یا جس کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے اسے معلوم ہوتا ہے۔

وہ جن کا عشق صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں
لبوں پر مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

ایک روایت میں آتا ہے کہ ذکر قلبی فرشتے بھی نہیں سن سکتے۔ انہیں ایک خوشبو آتی محسوس ہوتی ہے۔ قیامت کے دن معاملہ کھلے گا کہ یہ تو یادِ الٰہی کی خوشبو تھی۔

میان عاشق و معشوق رمزے است
کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

{عاشق اور معشوق میں کچھ راز ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کراماً کاتبین کو بھی نہیں معلوم ہو پاتے}

اسی سے ذکر خفی کو ذکر خفی کہا جاتا ہے۔

☆ درحقیقت جسم انسانی میں یاد کا مقام قلب ہے جبکہ زبان سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔ کبھی کسی ماں نے بچے سے یہ نہیں کہا کہ بیٹا میری زبان تمہیں بہت یاد کرتی ہے، بلکہ ہمیشہ یہی کہے گی کہ بیٹا میرا دل تمہیں بہت یاد کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ یاد کا مقام انسان کا قلب ہے۔ پس عقلی دلائل سے بھی ثابت ہو گیا کہ ذکر خفی افضل ہے ذکر جلی سے۔

بقول شخصے

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ شو
ایں طریقہ زیبا روش کم تر بود اندر جہاں

{اندر سے تو آشنا ہو باہر سے بیگانہ ہو، یہی طریقہ بہتر ہے دور دنیا میں بہت کم ہے}

کثرت ذکر کے فوائد بھی عجیب وغریب ہیں۔ چند یک بیان کیے جاتے ہیں۔

ذکر دل کی صفائی کا باعث ہے

ذکر کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ اس سے انسان کے دل کی ظلمت دور ہوتی ہے۔ اور آدمی کو قلب سلیم نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَ صِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ (مشکوٰۃ)

[ہر چیز کو ایک صیقل ہوتا ہے۔ اور دل کا صیقل (صفائی) اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔]

جب دل صاف اور روشن ہو تو اس کو عبادات میں لذت ملتی ہے اور غیر کی ہر بات اس پر ثر کرتی ہے۔ اور اور دل صاف نہ ہو تو وقت قلب کے باعث خیر کی بات دل پر اثر نہیں کرتی اور نہ وہ عبادت وطاعت کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اسی لئے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ لَمُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ

[بے شک بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ جان لو کہ وہ دل ہے۔]

اسی بات کو ایک شاعر نے یوں کہا ہے

؎ دل کے پھاڑ ہی سے پھٹتا ہے آدمی
جس نے سے سنوار لیا وہ سنور گیا

ذاکر کو اللہ تعالیٰ یاد رکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ (البقرۃ ۱۵۲)

[تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا]

اس آیت میں خوشخبری ہے اہل ذکر کے لئے کہ جب وہ ذکر کرتے ہوتے ہیں یعنی اللہ کو یاد کر رہے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں یاد کر رہے ہوتے ہیں۔

؎ محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
مجھے خود یار نے چاہا اسی کو یار آئی

ایک اور حدیث مبارک میں بھی ایسی ہی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ

"حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے اور جب وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر (فرشتوں کے) مجمع میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف بیک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں بیک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور گر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔

کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ کا ذکر ہر وقت کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کا ذکر فرشتوں کی جماعت میں کرتے ہیں۔

ذاکر سے اللہ تعالیٰ کی دوستی

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ

[میں اس شخص کا ہم نشیں (ساتھی) ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے]

کس قدر شرف کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو اہلِ ذکر کا جلیس و ہم نشیں کہا، لہٰذا جس شخص کے دل میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد ہو گی تو وہ گویا ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ہم نشیں ہوگا۔ اسی کو حضوری کہتے ہیں مگر غافل بندوں اور ہوائے نفس کے گرفتاروں کو کیا پتہ کہ قربِ الٰہی کی لذتوں کا کیا معاملہ ہے۔

؎ عندلیب مست داند قدر گل
چغد را از گوشۂ ویرانہ پرس

[بلبل کی قدر تو مست بلبل ہی خوب جانتی ہے۔ جنگل کے ویرانہ کونے کی بابت کچھ پوچھنا ہو تو اُلو سے پوچھو]

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اپنے دموں سے غفلت کو لپیٹ لیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے معمور کر لیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے دوست بن جائیں۔

ذکر سے دائمی حیات ملتی ہے

ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّهٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ

(متفق علیہ)

(جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے)

یعنی ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔ اس کی تفسیر میں علماء کی مختلف آراء ہیں

بعض علماء نے کہا ہے کہ اس میں دل کی حالت کا بیان ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس کا دل مردہ ہے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تشبیہ قطع نظر ان کے اعتبار سے ہے کہ اللہ کے ذکر کرنے والے کو حس نے بتایا وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی زندہ کو سنایا کہ اس سے انتظام لیا جائے گا۔ اور غیر ذکر کو سنانے والا ایسا ہے جیسا مردہ کو سنائے کہ وہ خود انتظام نہیں سے سکتا۔

بعض نے کہا ہے کہ اس میں بیشک کی زندگی مراد ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے مرتے نہیں بلکہ وہ اس دنیا سے منتقل ہو جانے کے بعد بھی زندوں ہی میں رہتے ہیں۔ جیسا کہ شہداء کے متعلق ارشاد ہے بَلْ اَحْیَاءٌ وَّ لٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (وہ زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے)

بہر حال تو ام "ذکر" کا مفہوم و مقصد ایک ہی ہے جس سے ذکر کی اہمیت و افادیت ظاہر ہوتی ہے۔

ذکر اطمینان قلب کا باعث ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد ۲۸)

خبردار دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر سے وابستہ ہے

اس آیت کریمہ میں صاف طور پر اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر سکون قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

لہٰذا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں ہے وہ دنیاوی عیش و آرام کے باوجود سکون کی دولت سے محروم رہتا ہے۔ اطمینان قلب تبھی حاصل ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔ آج دنیا میں بے سکونی کی جو ہر آئی ہوئی ہے اس کی حقیقی وجہ یہی ہے کہ اللہ کی یاد دلوں سے رخصت ہو گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (طٰہٰ: ۱۲۴)

جس نے میری یاد سے (قرآن سے) منہ پھیرا اس کیلئے تنگی و بے رونقی ہے اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ "مَعِيْشَةً ضَنْكًا" (تنگی والی زندگی) کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اس کی زندگی تنگ و دشوار کر دی جاتی ہے گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئے" اس کے برعکس جن کے دل اللہ کی یاد سے معمور ہوتے ہیں وہ فقیری میں بھی میری وکاظف خمار سے ہوتے ہیں۔

کتنی شیکیں ہے ترا نام تیرے نام کے ساتھ
نیند کانوں پہ بھی آ جاتی ہے آرام کے ساتھ

ذکر شیطان کے خلاف ہتھیار ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَلشَّیْطٰنُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ تَعَالٰی خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ (بخاری)

[شیطان آدمی کے دل پر جما ہوا بیٹھا رہتا ہے، جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے]

گناہ کی ابتدا گناہ کے وساوس سے ہی ہوتی ہے جو بلند ہو کر عملی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ مشرع نظام اگر کی کثرت اسی لئے کراتے ہیں کہ قلب اتنا قوی ہو جائے کہ جس میں شیطان کو وسوسے ڈالنے کا موقع ہی نہ ملے۔

یک بزرگ نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ شیطان کے وسوسے ڈالنے کی صورت مجھ پر منکشف کی جائے، چنانچہ انہوں نے دیکھا کہ شیطان دس کے مونڈھے کے پیچھے بائیں طرف مجھر کی سی شکل میں بیٹھا ہوا ہے ایک بڑی سی سونڈ منہ پر ہے جس کو سوئی کی طرح سے دل کی طرف لے جاتا ہے اگر اس کو ذاکر پاتا ہے تو جلدی سے اس کو کھینچ لیتا ہے اور غافل پاتا ہے تو وساوس اور گناہوں کو انکشش کی طرح کس میں بھر دیتا ہے۔

مزید برآں اصوں یہ ہے کہ انسان جب کسی دشمن پر قابو پا لیتا ہے تو سب سے پہلے وہ ہتھیار چھین لیتا ہے جو مہلک ہو۔ اسی طرح جب شیطان انسان پر قابو پا لیتا ہے تو اسے سب سے پہلی یاد الٰہی سے غافل کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِکْرَ اللّٰهِ

[ان پر شیطان غالب آیا اور اس کو یاد الٰہی سے غافل کر دیا]

ذکر موٴمن کا مقصود ہے اسی کے ذریعے شیطانی حملوں سے بچنا ممکن ہے۔ رشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ (الاعراف:۲۰۱)

[بے شک متقی لوگوں پر جب شیطان کی جانب سے حملہ آور ہوتی ہے تو وہ یاد الٰہی کرتے ہیں پس سنبھل جاتے ہیں]

ذکر افضل ترین عبادت ہے

☆ حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں روایت کرتے ہیں

"سئل رسول اللہ ﷺ ای العباد افضل درجۃ عند اللہ یوم القیمۃ قال الذاکرون اللہ کثیرا قلت یا رسول اللہ و من الغازی فی سبیل اللہ قال لو ضرب بسیفہ فی الکفار و المشرکین حتی ینکسر و یختضب دما لکان الذاکرون افضل منہ درجۃ" (الترمذی و بیہقی)

"رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں کن لوگوں کا درجہ زیادہ ہوگا فرمایا جو لوگ کثرت سے ذکر اللہ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اور جو لوگ جہاد کرتے ہیں، فرمایا کہ اگر وہ جہاد، کفار و مشرکین پر تلوار چلاتا رہے یہاں تک کہ وہ لوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے پھر بھی ذکر کرنے والوں کی فضیلت اس سے زیادہ ہے۔"

اس حدیث پاک میں ذکر کثیر کرنے والوں کی فضیلت کئی وضاحت سے

بیان کی گئی ہے۔ تاہم اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ جہاد کا وقت آ ہے تو جہاد نہ کرو اور ذکر ہی کرتے رہو۔ ذکر کی فضیلت اپنی جگہ لیکن جہاد کے موقع پر جہاد لازم ہے اور اس کی فضیلت بقیہ تمام پر غالب آ جاتی ہے۔

☆ اللہ کا ذکر مالی صدقہ سے بھی افضل ہے۔ حضرت ابوموسیٰ علیہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

لو انّ رجلاً انفق حجرہ درھم بقسمھا و اخر یذکر اللہ لکان الذاکر للہ افضل (الطبرانی و البیھقی)

ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ انہیں تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا اللہ کے ذکر میں مشغول رہے تو ذکر کرنے والا زیادہ افضل ہے۔

☆ ایک اور حدیث شریف میں حضور قدس سرہٗ کا ارشاد پاک ہے

"جو تم میں سے عاجز اور قوی کو محنت کرنے سے اور بخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کیا جاتا ہو۔ اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو اسکو چاہئے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔" (طبرانی، بیہقی)

یعنی ہر قسم کی کوتاہی جو عبادات علیہ میں ہوتی ہے اللہ کے ذکر کی کثرت سے اس کی تلافی کر سکتی ہے۔

☆ حضرت انس علیہ نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ

اللہ کا ذکر ایمان کی علامت ہے اور نفاق سے برأت ہے اور شیطان سے حفاظت ہے اور جہنم کی آگ سے بچاؤ ہے۔

انہیں منافع کی وجہ سے اللہ کا ذکر بہت سی عبادات سے افضل قرار دیا گیا ہے۔

ذکر کی وجہ سے عذاب قبر سے نجات

قبر کی کھائی میں بھی ذکر کا نور کام آئے گا اور آدمی قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما عمل ادمیٌ عملاً انجی لہٗ مِنْ عذاب لقبرٍ مِنْ ذکرِ اللہ

[اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے نجات دلانے والا نہیں ہے] (رواہ احمد)

ذکر اللہ سے غفلت کا انجام

کثرت ذکر کے فوائد بے شمار ہیں، اس کے بالمقابل ذکر الٰہی سے غفلت بہت بڑے ضرر اور مضرت کا باعث ہے، متعدد قرآنی آیات اور احادیث میں اس بارے میں خبردار بھی کیا گیا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کا سب سے پہلا نقصان تو یہ ہوتا ہے کہ غافل آدمی پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، لہٰذا شیطان کی شکتی میں رہنے کی وجہ سے وہ آدمی بھی شیطانی گروہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

اِستحوذ علیھمُ الشّیطٰن فانسٰھم ذکرَ اللہ ط اُولٰئک حزبُ لشیطٰنِ ط الا انّ حزبَ الشّیطٰنِ ھُمُ الخٰسِرُوْن۔ (المجادلہ ۱۹)

[ان پر شیطان کا تسلط ہو گیا پس اس نے ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دیا، یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں خوب سمجھ لو کہ شیطان کا گروہ خسارہ پانے والا ہے]

☆ عموماً انسان کو مال و اولاد کی مشغولیت ہی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرتی

ہے مجھ کو اس بارے میں تنبیہ کر دی گئی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (منافقون ۹)

[اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال واولاد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارہ پانے والے ہیں]

☆ اللہ تعالیٰ کی یاد سے بچا گیا قبر پر کرے اور سزا موزنے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے چنانچہ ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَ مَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ (الجن ۷)

[اور جس شخص نے اپنے رب کی یاد سے منہ موڑا اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا]

☆ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةً وَ مَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةً

(ابوداؤد)

[جو شخص ایک مجلس میں بیٹھے اور اس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرے اس کا یہ بیٹھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے افسوس اور نقصان ہوگا اور جو شخص خوابگاہ میں لیٹے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے افسوس اور نقصان ہوگا]

نیکیوں کی حسرت

یہ غفلت تو کسی بری چیز ہے کہ جتنی لوگوں کو بھی اپنے اس مجلت پر افسوس

ہوگا جن میں انہوں نے دیر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تھا۔ حضرت معاذؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلَى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوْ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهَا (طبرانی و بیہقی)

(جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق اور افسوس نہیں ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہو)

کسی نے کیا خوب کہا ہے

؎ فراق دوست گر اندک است اندک نیست
میان دیدہ گر نیم موست کمتر نیست

(دوست کی جدائی اگر تھوڑی دیر کیلئے بھی ہو وہ تھوڑی نہیں ہے جیسا کہ آنکھ میں اگر آدھا بال بھی ہو تو وہ کم نہیں ہے)

☆☆☆

۵ مراقبہ

ہر طرف سے ہٹ کٹ کر اللہ کی رحمت کے انتظار میں بیٹھنا

مراقبہ کو فکر کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ اس کی حقیقت فکر ہی ہے، کسی خاص فکر میں ہمہ تن متوجہ ہو جانا جس کا نتیجہ انفراق ہو جائے کہ اسی حال میں رکھو ہو جائے۔

فکر کی کارفرمائیاں

بنیادی طور پر فکر کا تعلق انسان کے دل سے ہے۔ غور و فکر کی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے صرف انسان کو بخشی ہے دیگر حیوانات کو یہ نعمت نصیب نہیں ہے۔ انسان کی فکری صلاحیتیں جب کسی ایک خاص نکتہ پر مرکوز ہو جاتی ہیں تو یہ عجیب و غریب گل کھلاتی ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں ہمیں دنیا میں نظر آسکتی ہیں۔

- سائنس دان نئی فکری صلاحیتوں کو جب علت و معلول کے کھٹکے کی طرف لگاتے ہیں تو نئے نئے نظریات اور قوانین اخذ کرتے ہیں جن کی بنیاد پر وہ نئی ایجادات اور انکشافات کر ڈالتے ہیں۔ مثلاً آئن سٹائن ایک معروف ریاضی دان تھا اس نے اپنی فکر کو فوکس کے فارمولوں کی طرف لگایا تو ایک ایسی مساوات

(Equus) مادی جوہاد ے و توانائی کے تعلق کو ظاہر کرتی تھی، جس کے بنیاد پر بعد میں بخی توانائی کے نشیش بنائے گئے۔ اسی طرح اور کئی صحیح الحقوں ایجادات بھی ہیں جو فکر کے مسلسل استعمال کے نتیجے میں وجود میں آئیں۔

● ہندو جوگی کیں، صوفیا کی بعض ایسی مشقیں کرتے ہیں کہ ان کو رفتار خیالات کے ذریعے دوسروں پر اپنا ٹرانس کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس طرح انہیں لوگوں کے عقائد خراب کرنے کا ایک بڑا کامیاب گر ہاتھ آجاتا ہے حقیقتاً وہ یہ سارے ارتکاز فکر کی مشق کی وجہ سے کرتے ہیں۔

● اندرونی معاشرے میں بہت سے شعبدہ باز (مداری) ایسے نظر آتے ہیں جو مختلف مقامات پر اپنے چند کن شعبدے دکھا کر لوگوں سے بھاری رقوم وصول کر رہے ہوتے ہیں۔ اور بعض آنکھوں پر پٹے حائل ہوتے ہیں جو لوگوں کے دماغ کی سوچ متاثر "بڑی کرنی والے" مشہور ہو جاتے ہیں۔ حکیم یہ بھی ارتکاز فکر کے کرشمے ہیں۔

● یہ سائنس کا دور ہے لہٰذا سائنس کی ایک شاخ "بعد الطبیعاتی سائنس" ہادی گئی ہے۔ جس میں رفتار خیالات اور دیگر غیر مادی مظاہر پر تحقیق کی جاری ہے۔ چنانچہ اسی ذیل میں ٹیلی پیتھی اور پیدائشی جیسے علوم بھی معلوم ہو چکے ہیں۔ ان علوم میں مختلف مشقوں کے ذریعے آدمی کو اپنی توجہ مرکوز کرنے، دوسرے ذہن اور نفسیات پر اثر انداز ہونے کے طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ بعض مغربی ممالک میں اب مجرموں کی وہی سابقہ کیفیت، واقعہ یا پنکٹ ماہرین کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔

● مغرب میں خصوصی دیوکے نوٹ کیلئے روبوٹی سکوں حاصل کرنے کیلئے ماہرین ارتکاز فکر کی مشق کرواتے ہیں جسے وہ میڈیٹیشن کہتے ہیں۔ اس کیلئے

باقاعدہ اب میڈیٹیشن کلب بننے شروع ہو گئے ہیں۔ جس میں ہر، یکن کو ارتکاز حیات کی کسی مشقیں کروئی جاتی ہیں کہ وہ ذہنی سکون حاصل کر سکیں۔

فکر کو سمیٹ کر کرنے کے یہ سب مظاہر (Phenomenaes) دنیاوی ہیں۔ اللہ سے بھی انسان کی اسی طور وفکر والی صلاحیت کو استعمال کرتے ہیں لیکن وہ اسے معرفت الٰہی کے حصول میں لگاتے ہیں اور ایسے کاملین اپنے متوسلین کو ایسی مشقیں کرواتے ہیں جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان کی فکر اللہ کے ہر غیر سے ہٹ کٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف لگ جائے۔ جتنا کسی سالک کو اس فکر میں جمعیت نصیب ہوتی ہے اس کی معرفت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ارتکاز توجہ کی یہی مشق کو مراقبہ کہہ دیتے ہیں۔

"مراقبہ"

مراقبہ اصل میں رقیب سے، جس کے معنی ہیں منتظر، نگہبان، پاسبان جیسے ارشاد فرمایا گیا"

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا (الاحزاب ۵۲)

[بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے]

حضرت امام غزالیؒ مراقبہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"قلب کا رقیب کو تاکتے رہنا اور کسی طرف مشغول اور ملتفت رہنا اور اسی کو مدِ نظر رکھنا اور متوجہ ہونا"

محاسبیؒ مراقبے کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں

"اس کا شعور ہی یہ ہے کہ دل کو قرب پروردگار کا علم ہو"

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اپنی کتاب القول الجمیل میں فرماتے ہیں

اَلْمُرَاقَبَةُ اَنْ تَلَاوِمَ قَلْبُكَ لِعَبْدِ دِنْ لِلّٰهِ ناظِرٌ اِلَيْكَ

مراقبہ یہ ہوتا ہے کہ تو اپنے دل پر اس بات کو لازم کر لے کہ اللہ تعالیٰ تیری طرف دیکھ رہا ہے]

مشائخ اپنے متوسلین کی اصلاح کے لیے ان کے حسب حال مختلف قسم کے مراقبے کرواتے ہیں۔ مثلاً

بعض مشائخ مراقبہ موت کرواتے ہیں کہ دن رات آنکھیں بند کر کے تصور کرے کہ ایک دن میں مرجاؤں گا تو یہ دنیا اور مال و اسباب کچھ بھی نہیں ہوگا میں قبر میں ہوں گا وغیرہ وغیرہ

بعض مشائخ کسی محبوب سجدی کی محبت میں سالک کے دل سے لگانے کیلئے اس محبوب کی صورت پکڑ جائے کا مراقبہ کرواتے

بعض مشائخ بیت اللہ کا مراقبہ کرواتے ہیں تاکہ سالک کا دل جو شیطانی وساوس دنیا و ست کی امنگاہ اور حیوانی شہوات و عادات کا نگر ہو چکا ہے۔ وہ ان سے کٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اطمینان جم جائے۔

اس کے علاوہ اور بھی مختلف قسم کے مراقبے مشائخ سے منقول ہیں لیکن مقصود سب کا یک ہی ہے کہ سالک کی توجہ کو اللہ تعالیٰ کے غیر سے ہٹا دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف لگا دی جائے۔

مراقبہ کا طریقہ

سلسلہ نقشبندیہ میں جو مراقبہ بتایا جاتا ہے اس کے تحت سالک جب دنیوی کاموں سے فارغ ہو جائے تو وہ ساری دنیا سے یک سو ہو کر، یک رو ہو کر، قبلہ رو ہو کر، باوضو ہو کر بیٹھ جائے۔ آنکھوں کو بند کرے، سر کو جھکائے اور دل کو تمام

پریشان خیالات وخطرات کے خلاف کر کے پوری توجہ اور محبت ادب کے ساتھ اپنے خیس کی توجہ دل کی طرف دل کی توجہ اللہ کی طرف کرے۔ تھوڑی دیر کیلئے یہ سوچے کہ زمین، وہ آسمان، یہ اسباب، یہ جمع، یہ شیطان، کچھ بھی نہیں ہے۔ بس اللہ تعالیٰ کی رحمت برسی ہے اور میرے دل میں ساری ہے۔ میرے دل کی کلفت وبیماری دور ہورہی ہے اور میرے دل میں اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ شروع شروع میں سالک کا دل ذکر کی طرف متوجہ نہیں ہوتا جیسے ہی سر جھکایا دنیا کے خیالات وواسواس ہجوم کریں۔ مشکل مشہور ہے "انتہی صابو بتر فتح بعد فاتحہ" (ہر برتن میں سے وہی کچھ نکلتا ہے جو اس میں ہوتا ہے) دل میں دنیا بھری ہوئی ہے کسی واعظ دیس ہے کہ ہر تو ہمکا زیادہ فہمی کی خاطر ہر پریشاں خیالات تلاش کرنے لگیں۔ سالک کو اس بات سے گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ سمجھے کی ضرورت ہے کہ مجھے توجہ محنت کرنی چاہیے۔ اگر دل میں یہی کچھ لے کر بیٹھے مزید پیچھے گئے تو کتنی رسوائی ہوگی۔

سالک مراقبہ میں بیٹھتے وقت جب یہ سوچتا ہے، مگاں کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت "رحمتی غلبت غضبی" (میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے) (میں بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں) کے مطابق رحمت دل میں سما چکی ہے۔ بالفرض پہلے دن سارا وقت دنیا کے خیالات سے لقمہ ایک لمحہ اللہ کا خیال آیا تو دوسرے دن دنیا کے خیالات بتانا کم ہوں گے۔ تیسرے دن اور کم حتیٰ کہ وہ وقت آئے گا کہ جب سر جھکائیں گے تو لقمہ اللہ کا رہے گا۔ دنیا کہیں دل سے نکل جائے گی۔

؎ دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

مراقبہ کے دوران بعض سالکین پر اونگھ کی طاری ہو جاتی ہے۔ یہ "اونگھ یُغْشِّیکُمُ النُّعَاسَ" (جب تمہیں اونگھ طاری کر دی گئی) کے مصداق کسب فیض ہی کی علامت ہوتی ہے۔ مگر نے کی ضرورت نہیں، ترقی ہوتی رہتی ہے۔ سالک کی مثال سرخی کی مانند ہے جو اینٹوں پر بیٹھ کر انہیں گرمی پہنچاتی ہے۔ اینٹ میں جو داغ ہے پتھر کی طرح ہے جان محسوس ہوتے ہیں ان میں جان پڑتی ہے حتیٰ کہ پھول چوں کرتے چوڑے نکل آتے ہیں۔ اسی طرح سالک کو بھی اپنا دل پتھر کی مانند نظر آتا ہے لیکن مرقبہ میں بیٹھ کر ذکر کی حرارت پہنچانے سے وہ وقت آتا ہے جب دل اللہ اللہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ظاہر میں یہ عمل جتنا ہلکا پھلکا سادہ سا لگتا ہے اس کا اثر اتنا ہی زیادہ ہے۔ چند دن مرقبہ کی پابندی کرنے سے تو یہ حالت ہو جاتی ہے کہ

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

معمولات نقشبندیہ میں مرقبہ کا یہ معمول بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ باقی تمام معمولات تو عمومی ہوتے ہیں لیکن یہ ہر سالک کیلئے مخصوص ہوتا ہے، سالک کی روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کو بھی سہولتیں آگے بڑھایا جاتا ہے۔

اس طریقہ ذکر کے واضح دلائل قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔

قرآن مجید سے دلائل

☆.....ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ (الاعراف ۲۰۵)

[اور ذکر کرو اپنے رب کا اپنے نفس میں گڑگڑاتے ہوئے خفیہ طریقہ سے دور مناسب آواز سے]

مفسرین نے "فی نفسک" کا مطلب "اپنی قلبی کیفیت" کہا ہے۔ یعنی اپنے دل میں اپنے رب کا ذکر کرو۔ یہاں واذکُر مرکا صیغہ ہے گویا حکم دیا جارہا ہے کہ اپنے اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرو۔ چنانچہ اسی حکم کی تعمیل کیلئے یہ مراقبہ بتایا جاتا ہے۔

"فی نفسک" کا تذکرہ جس پے دل میں، اپنے وجدان میں، "اپنی سوچ میں" بھی کیا جاسکتا ہے۔ اپنی راہوں سے تو نہیں کیا جاسکتا۔ معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں کہ اس آیت میں "تضرُّعاً وَّ خِیفَةً" سے، ذکر قلبی و "وَدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ" سے، ذکر لسانی مراد ہے۔ اس سے یہ ذکر قلبی کا ثبوت ملا دوسرا ذکر قلبی کا ذکر لسانی پر مقدم ہونا ثابت ہوا۔

☆ رشاد باری تعالیٰ ہے

واذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (مزمل ۸)

(اور کر اپنے رب کے نام کا)

اس آیت مبارکہ میں دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے

1 اپنے رب کے نام کا ذکر کرو۔ یہاں قابل غور نکتہ ہے کہ یہ نہیں کہا گیا رب کا ذکر کرو۔ ظاہر ایسا بھی کہہ دیا جاتا تو کافی تھا مگر رب کے نام کا ذکر کرو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ رب تو مخفی نام ہے۔ یہاں ذاتی نام "اللہ" کا ذکر کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ لفظ اللہ کا ذکر کرنا رب کے نام کا ذکر کرنا ہو۔ یوں ثابت ہو کہ قرآن مجید میں لفظ اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

2 اس (اللہ) کی طرف "تبتل" یعنی "انقطاع" کرو۔ "تبتل" کہتے ہیں محبوب کی خاطر

ماسوا سے انقطاع اختیار کرنے کو۔ گویا وہ چاہتے ہیں کہ مخلوق سے توڑ اور رب سے جوڑ۔ یہ انقطاع عمل مخلوق جیسے خلاف تو عجیب ہونے سے رہا، ہاں کیجئے کچھ۔ بات تو کرنا پڑے گا۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ کریں؟ مشائخ عظام نے اس کا "ہاں" عمل بتا دیا کہ روز، یہ وقت طارق کرنے یک سو ہو کر یک رو ہو کر بیٹھ جاؤ۔ آنکھوں کو بند کر لو اور بند کرتے وقت یہ سوچ کر "تو تیں اپنی مرضی سے آنکھیں بند کر رہا ہوں، یک وقت" کہے گا کہ یہ ہمیشہ کیلئے بند ہو جائیں گی۔ اس سے اپنی دنیا ہی نہیں، مخلوق سے بھی رشتہ ٹوٹ جائے گا اور یہ ہو کر رہے گا۔ اگر طبیعت چاہے تو سر پر کپڑا ڈال لو اور یہ سوچ کر "تو اپنی مرضی سے سر پر کپڑا ڈال رہا ہوں یک وقت" کہے گا کہ مجھے نیند آ جائے گی۔ اس سے "نقل" کی کیفیت میں صد فی صد ہو گا۔ روز، دن بدن وسعت آتی جائے گی اس طرح بیٹھے سے یہ سلسلہ رواج پا جائے گا۔ پانی کا قطرہ، پہلے میں تکلیف ہوتا ہے لیکن کسی پتھر پر متواتر گرتا رہے تو اس میں سوراخ ہو جاتا ہے۔ یہی طرز انسان اگر سوچ لے اس حالت میں بیٹھ کر نقطہ کا ارتکاز کرے تو ایک وقت آتا ہے کہ انقطاع کی راہیں اس پر سہل ہو جاتی ہیں۔ یہ سادہ کیفیت مراقبہ کی بھی ہے اور یہی اس آیت کریمہ کا مقصود ہے۔ اس مشق کا نام "نقل" رکھیں، ہم تو یہ رکھیں گے ہاں مگر اس حقیقت سے مفر ممکن نہیں کہ اس کا فرمان پاک میں حکم دیا گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ مراقبہ قرآن پاک کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

احادیث سے دلائل

بخاری شریف میں کیف کان بدء الوحی کے باب میں مذکور ہے کہ نبی علیہ السلام پر وحی سے پہلے جو کچھ گزرا اور نے کرخا جو میں وقت

گزارتے تھے اس وقت نہ تو رحمتی۔ قرآن تھا۔ روزہ تھا۔ پھر وہاں بیٹھ کر کیا کرتے تھے؟ محدثین سے تعلق رکھنے والے کہہ دیں گے کہ ہم اپنا وقت گزارتے تھے مخلوق سے بچ کر کے اللہ سے جڑنے کا کام ہم کیا کرتے تھے۔ مگر قرآن تعلیم دے کر مشن کی سمت کو روشن کرتے ہیں۔

۱۷ حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

یُنادِی مُنادٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَیْنَ اُولُوالْاَلْبَابِ قَالَ اَلْمُتَذَکِّرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ غَضَّ عَنْھُمْ لِوَاءُ الْمَلَائِکَةِ لِوَاءُ الْقَوْمِ لِوَاءُ تَھْوِیْ وَ قَالَ لَھُمْ ادْخُلُوْا ھٰذَا حَالِدِیْنَ

(اخرجہ الاصبھانی فی الترغیب)

قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا کہ عقل مند لوگ کہاں ہیں؟ تو پوچھیں گے کہ عقلمند وہ ہے جو مراد ہیں۔ جواب ملے گا کہ وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے کھڑے اور بیٹھے اور پہلو ہونے اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اللہ آپ نے یہ سب بے فائدہ تو پیدا نہیں کیا ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالیجئے اس کے بعد ان لوگوں کے لئے ایک جھنڈا ہو جائے گا جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ بیٹھ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اس حدیث پاک میں غور و فکر کرنے والوں کی بشارت دی گئی ہے۔ اس میں اگرچہ زمین و آسمان کے پیدا ہونے کے بارے میں غور و فکر کا ذکر

ہے۔ لیکن حدیث کا سیاق وسباق یہ بتا رہا ہے کہ زمین وآسمان کے پیدا ہونے پر تحقیق وغور وفکر تبھی عجیب ہوگا جب سے اللہ کے ذکر کی کثرت کے ساتھ کیا جائے اور اس کے نتیجے میں اللہ کی معرفت حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں بے اختیار ہو کر انسان اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے لگے۔ ورنہ فقط زمین وآسمان کے بنے میں غور تو آج کل کی جدید سائنسی تحقیقات میں بھی ہو رہا ہے اور یہ تحقیقات کرنے والے کفار ہی سے غافل اور بے دین ہیں۔

تو گویا یہ غور وفکر جو اللہ تعالیٰ کی معرفت کی بنیاد بنے اس پر اس فضیلت کا اطلاق ہوتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "ایک آدمی چھت پر لیٹا ہوا تھا اور آسمان وستاروں کو دیکھ رہا تھا پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ تو ہر پیدا کرنے والی کی کوئی ضرور ہے، سے اللہ! تو میری مغفرت کر دے، نظر رحمت اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کی مغفرت کر دی گئی۔"

یہ غور وفکر بھی ایک طریقہ ذکر ہے جس میں دل کی گہرائی سے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے۔ ہم بھی مرتبہ میں اپنی سوچ کو اس طرف لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آسمانی ہے دل میں تاریکی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تو ہر وقت برستی ہیں، جب ہم اپنی فکر کو اس طرف لگاتے ہیں تو واقعی دل روشن ہو جاتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے

غور وفکر کا حاصل ترین عبادت اس سے کہ یہ کہ اس میں حق ذکر کے تو موجود ہوتے ہی ہیں دو چیز دل کا صاف اور ہوتا ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی معرفت اس سے کہ غور وفکر معرفت کی کنجی ہے دوسری اللہ تعالیٰ کی محبت کہ فکر پر مرتب ہوتی ہے یہی غور وفکر ہے جسے صوفیہ مراقبہ کہتے ہیں۔ (ارشاد اہل عمل)

☆ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک حدیث قدسی روایت کرتے ہیں

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْمَا یَذْکُرُ عَنْ رَّبِّہٖ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُذْکُرُنِیْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَ بَعْدَ الْفَجْرِ سَاعَۃً اَتَکَفَّلُ فِیْمَا بَیْنَھُمَا

(احوجہ احمد)

(حق تعالیٰ شانہ نے حضور ﷺ کو حکم فرمایا کہ عصر اور فجر کے بعد میرا ذکر کیا کرو ان دو وقتوں کے درمیان تمہارے کاموں کی کفایت کروں گا)

اسی سے مشائخ کرام صبح شام اللہ کی یاد کیلئے مراقبہ میں بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں۔

افضل ترین عبادت

مراقبہ افضل ترین عبادت ہے کیونکہ اس میں غور و فکر کارفرما ہوتا ہے۔

☆ ام درداء رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ ابوداء رضی اللہ عنہ کی افضل ترین عبادت کیا تھی۔ فرمایا غور و فکر۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کا غور و فکر تمام رات کی عبادت سے افضل ہے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا گیا۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور قدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک ساعت غور و فکر میں ستر برس کی عبادت سے افضل ہے

افضل عبادت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پھر دوسری عبادات کی ضرورت نہیں

نہیں بھی کرتے، رہا، ہر عبادت کا اپنا ایک درجہ ہے مگر فرائض و واجبات اور آداب وسنن کو چھوڑا دیا جائے تو حساس عذاب وعقوبت کا مستحق بن جاتا ہے۔

مراقبہ سے ایمان کا نور پیدا ہوتا ہے

عارف عبدالقیوم کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام سے سنا ہے ایک دو سے نہیں بلکہ ۷۰ سے سنا ہے کہ یہ دل کی روشنی دو یہ ہیں کا نور ہے، ظلمت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مراقبہ کی پابندی کرنے سے دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جس سے یقین کی حلاوت بڑھ جاتی ہے۔ دیکھتے ہیں کہ جتنا مراقبہ کی کثرت کرتے ہیں اسکا رکی حضوری، اللہ کی کا شوق، فکر آخرت اور اللہ کی محبت جیسی کیفیات بڑھتی چلی جاتی ہیں۔

مراقبہ شیطان کیلئے باعث خجالت ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک دفعہ شیطان کو بالکل ننگا دیکھا۔ آپ نے پوچھا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ یہ بھی کوئی آدمی ہیں آدمی وہ ہیں جو شیخ یہ کی مجلس میں بیٹھے ہیں جنہوں نے میرے بدن کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور میرے لشکر کے کباب کر دیئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں شیخ یہ کی مجلس میں گیا تو میں نے دیکھا کہ چند حضرات گفتگو میں مصروف ہیں اور کچھ لوگ مراقبہ میں مشغول ہیں۔

مراقبہ سے روحانی ترقی نصیب ہوتی ہے

مراقبہ کی کثرت سے سالک کو روحانی ترقی نصیب ہوتی ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مختلف مراقبات پر مبنی سیاحتی کا ایک سلسلہ ہے جو سالکین کو درجہ بدرجہ

ملے کروائے جاتے ہیں۔ ہر ہر سبق پر سالک کی روح نفس کی کثافتوں سے آزاد ہو کر فوق کی طرف پرواز کرتی ہے ورنہ اس سبق کی مخصوص کیفیت نصیب ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ سالک کو سبت فتح فقد کی نعمت، معیت الٰہی کا استحضار، نماز کی حقیقت اور والعصر نہیں، کے فیوضات اور روزمرہ کی لمات میں سے حصہ ملتا ہے۔ لیکن یہ تمام نعمتیں مرقبہ کی پابندی اور کثرت کی وجہ سے نصیب ہوتی ہیں۔ محنت کرنے والوں کیلئے میدان کھلا ہے ہمت اور استقامت کی ضرورت ہے۔

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ (مطففین ۲۶)

رہل (لعنتوں کے) شائقین کو چاہیے کہ وہ اس میں رغبت کریں۔

☆☆☆

⑨ تلاوت قرآن مجید

[ایک پارہ یہ آدھ پارہ روزانہ]

قرآن مجید اللہ رب العزت کا کلام ہے انسانیت کے نام ہے۔ حقیقت میں یہ انسانیت کے لئے منشورِ حیات ہے، انسانیت کیلئے دستورِ حیات ہے، انسانیت کے لئے صابطۂ حیات ہے بلکہ پوری انسانیت کیلئے "سب حیات ہے۔

فتبارک بالقرآن فانہ کلام اللہ و خرج منہ

[قرآن سے برکت حاصل کرو کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور اس سے صادر ہوا ہے]

چونکہ ہم اللہ رب العزت کی عظمت و تعلق چاہتے ہیں لہذا ہمیں چاہئے کہ اُس کے کلام سے اُس کے پیغام سے اپنا ناطہ جوڑیں اور روزانہ محبت سے اس کی تلاوت کیا کریں۔ مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سہالکین کو روزانہ تلاوت قرآن کریم کی ہدایت کرتے ہیں۔ ایک پارہ ہو تو بہت اچھا ہے، ورنہ کم از کم آدھ پارہ تلاوت ضرور تلاوت کریں۔ علماء، طلباء جن کو تعلیمی مصروفیت رہتی ہے وہ اس سے بھی کچھ کم کر لیں لیکن روزانہ تلاوت ضرور کریں۔ اور اگر کوئی پہلے سے قرآن

پڑھنا نہیں جانتا تو اسے چاہئے کہ کسی قاری صاحب سے قرآن پاک پڑھنا شروع کردے۔ میں اس کیسٹ کو ہرگز نہ سنوں گا۔

تلاوت کرتے وقت باوضو و قبلہ رو ہو کر بیٹھیں اور تمام ظاہری اور باطنی آداب کا خیال رکھتے ہوئے اس کی تلاوت کریں۔ (قرآن پاک کے ظاہری اور باطنی آداب فقہ کی کتاب "باادب بانصیب" سے حاصل کریں)

دلائل از قرآن مجید

دلیل نمبر ۱

ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (المزمل ۲۰)

[قرآن پاک کی تلاوت کرو جس قدر تم سے ہو سکے]

اس آیت کریمہ میں قرآن پاک کو پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔۔۔ اسی کی تعمیل میں مشائخ عظام نے سالکین طریقت کو تلاوت قرآن پاک کی تلقین کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

[جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی ہے۔۔۔ وہ اس کو ایسا پڑھتے ہیں جیسے اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی لوگ ہیں جو ایمان رکھنے والے (بقرہ ۱۲۱)

تو معلوم ہوا کہ جو اہل ایمان ہیں وہ قرآن پاک کی تلاوت سے غافل نہیں ہوتا اور اس کا حق ادا کرتے ہیں۔

احادیث سے دلائل:

دلیل نمبر۱

طبرانی نے جامع الصغیر میں روایت نقل کی ہے کہ نبی علیہ السلام سے ایک صحابی کو نصیحت کی

اُوْصِیْکَ بِتَقْوٰی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ رَأْسُ الْاَمْرِ کُلِّہٖ وَ عَلَیْکَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ وَ ذِکْرِ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ ذِکْرٌ لَّکَ فِی السَّمَاءِ وَ نُوْرٌ لَّکَ فِی الْاَرْضِ

[میں تجھے خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ یہ تمام امور کی جڑ ہے اور تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کو لازم رکھ۔ کیونکہ یہ آسمان میں تیرے ذکر کا سبب ہیں اور زمین میں تیری روشنی کا سبب ہے]

دلیل نمبر۲

ایک حدیث میں حضرت ابوذر سے منقول ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلَیْکَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ فَاِنَّہٗ نُوْرٌ لَّکَ فِی الْاَرْضِ وَ ذُخْرٌ لَّکَ فِی السَّمَاءِ۔ (صحیح ابن حبان)

[فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، تم پر تلاوت قرآن ضروری ہے۔ کیونکہ یہ تیرے لئے زمین میں ہدایت کا سبب ہے اور آسمان میں پونجی ذخیرہ ہے]

دلیل نمبر۳

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمرؓ سے ایک روایت نقل کی ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ ھٰذِہِ الْقُلُوْبَ تَصْدَاُ کَمَا یَصْدَاُ الْحَدِیْدُ

ادا اصابة المدة قيل يا رسول الله ﷺ وما علامتها قال كثرة ذكر الموت و تلاوة القرآن

[فرمایا نبی اکرم ﷺ نے ان دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے۔ جس طرح پانی لگنے سے لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ان کو صاف کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا موت کا، کثرت سے کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا]

دلیل نمبر ۴

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل کی ہے

عن عبدالله بن عمرو بن العاص رض قال قال رسول الله ﷺ من قام بعشر آيات لم يكتب من الغافلين و من قام بمائة آية كتب من القانتين و من قام بألف آية كتب من المقنطرين

[حضرت عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے راتوں میں کھڑے ہو کر دس آیات پڑھیں، وہ غافلین میں شمار نہیں ہوگا اور جس شخص نے سو آیات پڑھیں، وہ شخص عبادت گزار لوگوں میں شمار ہوگا اور جس شخص نے ایک ہزار آیات پڑھیں وہ اجر کے خزانوں کو جمع کرنے والا ہوگا] (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۵)

دلیل ۵

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل کی ہے

عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنه قال عليه الصلوة و السلام اقرء القرآن في كل شهر (بخاری ج ۲ ص ۷۵۵، ابوداؤد ص ۲۰۵)

[حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک لمبی روایت ہے وہ اس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ایک ماہ میں قرآن کا ختم کرو]

مندرجہ بالا احادیث کی تشریح کیلئے ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تلاوت کلام پاک کا حکم دیتے ہیں۔

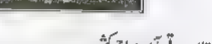

تلاوت قرآن پر اجر کثیر

متعدد احادیث میں قرآن پاک کی تلاوت پر بے شمار اجر وثواب کی بشارت سنائی گئی

- حضرت ابن مسعود ؓ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ

مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمٓ حَرْفٌ بَلِ الْفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ (ترمذی)

[جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے اس کیلئے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ملتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف، میم ایک حرف ہے]

اس حدیث پاک میں قرآن پاک کے ہر ایک حرف پر دس نیکیوں کے اجر کا وعدہ کیا گیا ہے اور یہ کمترین ہے گا ثواب ہے۔ جسے چاہیں اس سے کئی گنا زیادہ

بھی ثواب عطا فرماتے ہیں۔

● حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا گیا ہے

جس شخص نے فرض نماز میں کھڑے ہو کر کلام پاک پڑھا اس کو ہر حرف پر سو نیکیاں ملیں گی اور جس نے شخص نے نماز میں بیٹھ کر پڑھا اس کیلئے پچاس نیکیاں اور جس نے بغیر طہارت کے وضو کے ساتھ پڑھا اس کیلئے پچیس نیکیاں اور جس نے بدوضو پڑھا اس کیلئے دس نیکیاں۔

● یک اور حدیث مبارکہ میں بیان فرمایا گیا

جس نے ہزار آیات کی تلاوت کی اس کیلئے ایک قنطار (کے برابر) ثواب لکھا جاتا ہے اور ایک قنطار سو رطل کے برابر ہے، اور ایک رطل بارہ اوقیہ کے برابر ہے اور ایک اوقیہ چودہ دینار کے برابر ہے، اور ایک دینار چوبیس قیراط کے برابر ہے اور ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے

اس حدیث مبارکہ کے مطابق اگر حساب لگایا جائے تو ہزار آیت کا ثواب ایک لاکھ ستر ہزار احد پہاڑوں کے برابر پہنچ جاتا ہے۔

● حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

اقرأ ما تيسر من كتاب الله افضل من كل شيء دون العرش

یعنی جس نے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی اس کیلئے ایک رتبہ بلندی ہوگی اور نور کا چوغہ ہوگا۔ (بیہقی)

اکٹھے والے کیلئے دوہرا اجر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

و الذي يقرأ القرآن و يتتعتع فيه و هو عليه شاق له اجران

جو شخص قرآن مجید کو اٹکا ہو پڑھتا ہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دہرا اجر ہے ۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

اس میں شائبہ ہے ان سینے جو قرآن پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ اگر وہ کسی سے پڑھنا شروع کردیں تو ان کی اس کوشش و محنت پر دوہرا اجر ملے گا۔

قابل رشک چیز — تلاوت قرآن

ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

لا حَسَدَ الا علی اثنین رجل اٰتاہ اللہ القرآن فھو یقوم بہ اٰناء اللیل و اٰناء النھار و رجل اٰتاہ اللہ مالا فھو ینفق منہ اٰناء اللیل و اٰناء النھار (بخاری، ترمذی، نسائی)

(حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر نہ کریں۔ ایک وہ جس کو قرآن تلاوت شدہ سے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی ہو، وہ رات دن اس میں مشغول رہتا ہے دوسرے وہ جس کو حق سبحانہ نے مال کی کثرت عطا فرمائی وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہے)

حسد بھی رشک کے لیے مقصد یہ ہے اس جیسا کرنے کی کوشش کریں کہ میں بھی ایسا ہو جاؤں۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضور قدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں

مثل المؤمن الذی یقرأ القرآن مثل الاترجۃ ریحھا طیب و طعمھا طیب و مثل المؤمن الذی لا یقرأ القرآن مثل التمرۃ لا ریح لھا و طعمھا حلو و مثل المنافق الذی لا یقرأ القرآن کمثل الحنظلۃ لیس لھا ریح و طعمھا مر و مثل المنافق الذی

يقرأ القرآن مثل نزنجانة ريحها طيب و طعمه مرّ

[جو مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی خوشبو عمدہ ہوتی ہے اور ذائقہ اور جو مومن قرآن شریف نہ پڑھے اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ خوشبو کچھ نہیں مگر مزہ شیریں ہوتا ہے اور جو منافق قرآن نہ پڑھے اس کی مثال حنظل کے پھل کی سی ہے کہ مزہ کڑوا، اور خوشبو کا بھی نہیں اور جو منافق قرآن پڑھے، اس کی مثال خوشبودار پھول کی سی ہے جس کی خوشبو عمدہ ہوتی ہے اور مزہ کڑوا ہوتا ہے) (بخاری، مسلم، رسائل، بن ماجہ)

قرآن پڑھنے والے کی اللہ کے ہاں قدر

ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

يقول الربّ تبارك و تعالى من شغله القرآن عن ذكري و مسئلتي اعطيته افضل ما اعطي السائلين و فضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه (ترمذی، دارمی، بیہقی)

[اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولیت کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی میں اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے بڑھ کر عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی فضیلت ہے جیسی خود اللہ تعالیٰ شانہ کو تمام مخلوق پر]

شیخ ابوعبدالرحمٰن حضرت سکریہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کا بھی یہ دستور ہے کہ اگر کوئی شخص مشائی بانٹ رہا ہو اور ایک شخص اسی جانے والے کے کسی کام میں مشغول ہو تو وہ اس شخص کا حصہ پہلے رکھ لیتا ہے۔ تلاوت کرنے والے کا اللہ تعالیٰ اسی شخص کی طرح زیادہ خیال فرماتے ہیں۔

ایک اور جگہ پر اسی طرح کی ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو قرآن پاک کی مشغولیت مجھ سے سوال کرنے اور دعا مانگنے سے روکتی ہے میں اس کو شکر گزاروں کے ثواب سے بہتر عطا کرتا ہوں۔

تلاوت خدا کے قرب کا بہترین ذریعہ

یہ مضمون کئی روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قرب حاصل کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ قرآن پاک ہے۔

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ

الحکیم لا تزحزحون الی اللہ بشیء افضل مما خرج منہ یعنی القرآن (الحاکم)

[تم لوگ اللہ جل شانہ کی طرف رجوع اور اس کے یہاں تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے جو خود حق سبحانہ سے نکلی ہے یعنی کلام پاک]

☆ انس رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ

ان للہ اھلین من الناس قالوا من ھم یا رسول اللہ قال نقلۃ القرآن ھم اھل اللہ و خاصتہ (النسائی، ابن جہ، حاکم وغیرہ)

حق تعالیٰ شانہ کیسے لوگوں میں بعض لوگ خاص گھر کے لوگ ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا کہ قرآن شریف والے کہ وہ اللہ کے اہل اور خواص ہیں۔

☆ امام محمد بن علیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مجھے اللہ جل شانہ کی خواب میں زیارت ہوئی اور میں نے پوچھا کہ یا اللہ آپ کا قرب حاصل کرنے کیلئے سب بہترین چیز کونسی ہے۔ ارشاد ہوا کہ"

الحمد امیر الکلام ہے" میں نے عرض کیا کہ سمجھ کر یا بغیر سمجھے۔ ارشاد ہوا کہ سمجھ کر پڑھے یا بغیر سمجھے دونوں طرح سے تقرب کا باعث ہے۔

فقہ اللہ تعالیٰ کا تقرب اور اور خصوصی تعلق حاصل کرنا ہو تو قرآن پاک کی تلاوت ایک بہترین ذریعہ ہے۔

قرآن پڑھنے والے کیلئے دس انعامات کا وعدہ

ایک حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

اے معاذ! اگر تمہارا سعادت مند بیٹا کی عیش، شہداء کی سی موت، یوم محشر میں نجات، روز قیامت کے خوف سے امن، اندھیروں کے دن نور، گرمی کے دن سایہ، پل کے دن سیرابی، (اعمال میں) بلکہ پن کی نیکی وزن داری اور کرامی کے دن جنات کا ارادہ ہے تو قرآن پڑھتے رہیے کیونکہ یہ رحمان کا ذکر پاک ہے اور شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہے اور ثواب میں رجحان کا سبب ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں قرآن پاک کی تلاوت کے بدلے دس انعامات کو بیان کیا گیا ہے۔ ہر ایک انعام انسان کی نجات کے لئے کافی ہے۔

قرآن پڑھنے والا انبیاء و صدیقین کے طبقہ میں شمار ہوگا

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

مَنْ قَرَءَ اَلْفَ اٰيَةٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حُشِرَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيْقًا

جس نے خالص اللہ کی رضا کیلئے ایک ہزار آیات تلاوت کیں وہ قیامت کے دن انبیاء، صدیقین، شہداء و صالحین اور حَسُنَ اولئک رَفِیقًا میں

لکھا جائے گا۔

تلاوت قرآن قوت حافظہ بڑھنے کا ذریعہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ تین چیزیں حافظہ بڑھاتی ہیں۔

(۱) مسواک (۲) روزہ (۳) تلاوت کلام اللہ

تلاوت قرآن دلوں کے زنگ کا صیقل ہے

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَاءُ هَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ (بیہقی)

[بے شک دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگتا ہے۔ پوچھا گیا کہ حضور ﷺ اس کی صفائی کی کیا صورت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ موت کو کثیر و کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا]

قرآن کریم بہترین سفارشی

☆ حضرت سعید بن سلیم رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْقُرْاٰنِ لَا نَبِيٌّ وَلَا مَلَكٌ وَّ لَا غَيْرُهٗ (شرح الاحیاء)

[قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارشی کرنے والا نہ ہوگا، نہ کوئی نبی نہ کوئی فرشتہ وغیرہ]

☆ ....حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا

اَلْقُرْاٰنُ شَافِعٌ مُّشَفَّعٌ وَ مَا حِلٌ مُّصَدَّقٌ مَنْ جَعَلَهُ اَمَامَهٗ قَادَهٗ اِلَی الْجَنَّةِ وَ مَنْ جَعَلَهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ سَاقَهٗ اِلَی النَّارِ (رواہ ابن حبان)

[قرآن پاک ایک ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی ہے اور ایسا جھگڑنے والا ہے جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا ہے جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے گا یہ اس کو جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پیٹھ پیچھے ڈال دے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔]

حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن پاک اپنے پڑھنے والوں اور عمل کرنے والوں کی شفاعت کرتا ہے اور اس کی شفاعت قبول بھی کی جاتی ہے اسی طرح اس کے رفع درجات کے لئے ان کے حق میں جھگڑتا ہے، اور اس کا جھگڑا تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت زندگی جھگڑے کا خوب بوجھا جانا کیا ہے

قرآن شریف بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا کہ کن کو جزا مرحمت فرمائیں تو اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ جو مت کا تابع عمل کریں گے۔ پھر قرآن کریم درخواست کرے گا کہ اور زیادہ عنایت ہو تو اللہ تعالیٰ اکرم کا پھر جواب عنایت فرمائیں گے، پھر وہ درخواست کرے گا کہ آپ اس سے راضی ہو جائیں تو حق سبحانہ وتعالیٰ کہیں گے کہ اپنی رضا کا انعام فرمائیں گے۔

قرآن پاک اپنے پڑھنے والے کی سفارش اور جھگڑا قبر میں بھی کرے گا علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لآلی مصنوعہ میں بہ رکی روایت سے نقل کیا ہے

جب آدمی مرتا ہے تو اس کے گھر کے لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اس کے سرہانے نہایت حسین و جمیل صورت میں ایک شخص ہوتا ہے

جب کفن دیا جاتا ہے تو وہ شخص کفن دینے کے دوران ہوتا ہے جب دفن کرنے کے بعد لوگ لوٹتے ہیں اور منکر نکیر آتے ہیں تو وہ اس شخص کو بیٹھا کرنا چاہتے ہیں کہ سوال یکسوئی میں کریں مگر یہ کہتا ہے کہ یہ میرا ساتھی ہے میرا دوست ہے میں کسی حال میں بھی اس کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ تم سوالات پر مامور ہو تو اپنا کام کرو، میں اس وقت تک اس سے جدا نہیں ہوں گا جب تک کہ اسے جنت میں داخل نہ کروالوں۔ اس کے بعد وہ مرنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے میں ہی وہ قرآن ہوں جس کو تو کبھی بلند پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ، تو بے فکر رہ، منکر نکیر کے سوالات کے بعد تجھے کوئی غم نہیں ہے، اس کے بعد جب وہ اپنے سوالات سے فارغ ہو جاتے ہیں تو یہ وہ اعلیٰ سے اس کے لئے ریشم کے بستر وغیرہ کا انتظام کرتا ہے جو خوشبو مشک سے بھرا ہوتا ہے۔

دوسرے کے بعد جو قرآن پاک سے تلاوت ہی برتتے ہیں اس کو جہنم میں گرنے کا بھی خطرہ ہے۔ بخاری شریف کی ایک طویل حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ایک شخص کا حال دکھایا گیا جس کے سر پر زور سے پتھر مار کر پھوڑ دیا جاتا تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے دریافت فرمایا، معلوم ہوا کہ اس کو اللہ جل شانہ نے قرآن پاک سکھایا تھا مگر اس نے شب کو اس کی تلاوت کی اور دن میں عمل پر عمل کیا۔ لہٰذا قیامت تک اس کے ساتھ یہی ہوتا رہے گا۔ تو یہ ہے قرآن پاک سے بے توجہی کی سزا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن عظیم شان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور شب و روز محبت سے اس کی تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

☆☆☆

⑥ استغفار

روزانہ صبح و شام سو سو مرتبہ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

استغفار کا معنی ہے معافی طلب کرنا، توبہ کرنا، آئندہ کیلئے گناہ کے ترک کرنے کا مصمم ارادہ کرنا اور گذشتہ گناہوں پر نادم ہونا اور اگر حقوق العباد متعلق ہو تو اس کا اہتمام کرنا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ روزانہ صبح و شام سو سو مرتبہ استغفار

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ"

پڑھا جائے۔ یہاں فقط تسبیح پڑھ دینا کافی نہیں بلکہ یہ کلمات کہتے ہوئے دل میں ندامت ہو اور چہرہ غم زدہ ہو جیسے کہ حضور ﷺ نے فرمایا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی شکل ہی بنالو۔

شیخ ارشد حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں ان کا استغفار کرنے کا طریقہ لکھا ہے کہ تہجد کے بعد فجر کی نماز سے پہلے جب استغفار کی تسبیح کرتے، مصلے پر بیٹھ جاتے تسبیح ہاتھ میں لے لیتے، رومال نکال کر آگے رکھ

لیتے، استغفار کی تسبیح کرنے کے دوران آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں مسلسل جاری رہتیں اور اس کو وہ بس سے صاف کرتے جاتے، کبھی کبھی دوستوں میں شدت غم سے کوئی اور جملہ یا شعر بھی پڑھ دیتے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ کبھی وہ اس شدت سے گریہ وزاری کرتے تھے کہ یوں لگتا تھا جیسے کوئی طالب علم اپنے استاد سے بڑی طرح پٹ رہا ہو اور وہ شدت تکلیف سے گریہ وزاری کر رہا ہو۔ توبہ اور استغفار کرنے کا طریقہ تھا، ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے اکابر کی طرز پر اپنے اللہ کے حضور روتے اور گڑگڑاتے ہوئے، استغفار کریں تاکہ للہ کی رحمت متوجہ ہو جائے اور ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کا کفارہ ہو جائے۔

سچی توبہ کی شرائط

محدثین نے سچی توبہ کی تین شرائط لکھی ہیں

(۱) اس گناہ کو ترک کر دے

(۲) اس گناہ پر دل سے ندامت اور شرمندگی ہو

(۳) آئندہ نہ کرنے کا پکا عزم ہو

چنانچہ سچے گناہوں سے توبہ کرتے وقت ان تینوں شرائط کو ملحوظ رکھا جائے۔

پکی اور سچی توبہ کے بعد بتقاضائے بشریت پھر گناہ سرزد ہو جائے تو دوبارہ سچے دل سے معافی مانگیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ بندہ تو معافی مانگنے سے کتنا سکتا ہے اللہ معاف کرنے سے نہیں اکتاتے۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ اسی بات کو اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے۔

نہ چپت کر سکے نفس کے پھندوں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ہلنے نہ ڈلے

برسے اس سے کتنی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبا لے کبھی تو دبا لے

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار توڑے تو سو بار جوڑے

استغفار کی دو قسمیں

استغفار کی دو قسمیں ہیں۔ یک عام آدمی کا استغفار اور دوسرا انبیاء اور خواص کا استغفار۔ عوام الناس کا استغفار اپنے کئے ہوں اور نافرمانیوں پر توبہ اور ندامت کے اظہار کے لئے ہوتا ہے۔ اور انبیاء اور خواص کا استغفار، اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے اعتراف اور اپنی عاجزی کے اظہار کے لئے ہوتا ہے کہ اے اللہ آپ کی شان تو بڑی ہے کہ ہماری عبادات آپ کی عظمت کو نہیں پہنچ سکتیں۔ آپ ہمیں معاف فرمادیں چنانچہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ میں دن اور رات میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

اس لئے ہمیں اپنے مشائخ روزانہ دو سو مرتبہ استغفار کی تاکید فرماتے ہیں حالانکہ نبی علیہ السلام کی سنت بھی ہے اور ہمارے گناہوں کی تلافی بھی ہے۔ انسان خطا کا پتلا ہے۔ غلطیاں ہوتی ہی رہتی ہیں لہٰذا ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہیں۔ حدیث پاک میں تمام گناہ گاروں میں اس شخص کو بہتر قرار دیا گیا جو توبہ کرنے والا ہے۔

كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ (مشکوٰۃ)

[متقی ہر بڑی خطا کار ہے لیکن بہترین خطا کار وہ ہے جو توبہ کرنے والا ہے]

قرآن مجید سے دلائل

اللہ رب العزت مؤمنوں کو توبہ واستغفار کا حکم دیتے ہیں، پس قبیل لازم ہے

☆..... ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ (ھود ۵۲)

(تم استغفار کرو اپنے رب کے سامنے اور توبہ کرو)

☆ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (التحریم ۸)

[اے ایمان والو حق تعالیٰ کی طرف توبہ کرو توبہ خالص تو بہ اختیار کرو]

☆..... دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا

وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(النور ۳۱)

[اے ایمان والو حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ]

☆ استغفار کرنے والوں کیلئے اللہ نے مغفرت کا وعدہ کر رکھا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال ۳۳)

[حق تعالیٰ آپ کی موجودگی میں ان کو عذاب نہیں دیں گے اور جب وہ استغفار کر رہے ہوں گے تو بھی ان کو عذاب نہیں ہوگا]

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ فِيهِمْ اَمَانَانِ النَّبِيُّ ﷺ وَالْاِسْتِغْفَارُ فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَ بَقِيَ الْاِسْتِغْفَارُ (ابن کثیر جلد ۲، ص ۳۱۲)

[امت میں عذاب سے بچنے کے لئے دو ذریعے تھے نبی کریم ﷺ اور استغفار، نبی اکرم ﷺ تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے اب یہ استغفار اب بھی ہوتی ہے]

☆ ... مؤمنوں کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الذاریات ۱۷)

یہ حضرات رات کو بہت کم سوتے ہیں اور سحر کے وقات میں مغفرت طلب کرتے ہیں۔

احادیث سے دلائل

اللہ تعالیٰ سے تو بہ و استغفار کرنا سنت نبوی ﷺ ہے احادیث ملاحظہ ہوں

☆ بخاری شریف کی روایت ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِی الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور کسی کی طرف رجوع کرتا ہوں، یہ عمل دن میں ستر مرتبہ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

☆ ... تفسیر بیہقی صفحہ ۲۱۲ پر لکھا ہے

وروی عنہ النبی لا یستغفر اللہ فی الیوم و اللیلۃ مائۃ مرۃ

[حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں دن و رات میں سو سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں] (رواہ بخاری و نسائی، ابن ماجہ)

محدثین نے لکھا ہے کہ نبی کریم کو روز ستر ستر مرتبہ یا سو مرتبہ استغفار پڑھنا اظہار عبودیت اور تعلیم امت کے لئے تھا۔ حالانکہ آپ تو بخشے بخشائے تھے۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا عَلَیْکُمْ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ الْاِسْتِغْفَارِ فَاِنَّ ل

☆ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ حضور کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

العبدُ امنٌ عذاب اللّٰہ ما استغفر اللّٰہ عزّ و جلّ

(تفسیر ابن کثیر جلد ۲)

[بندہ جب تک استغفار کرتا رہتا ہے۔ عذاب خداوندی سے محفوظ رہتا ہے]

پس سالک کو چاہئے کہ روز نہ استغفار پڑھتا اور اپنے گناہوں سے توبہ تائب ہوتا رہا کرے۔ کمال العلم میں لکھا ہے۔ اے دوست! تیرا توبہ کی امید پر گناہ کرتے رہنا اور بندگی کی امید پر توبہ کو مؤخر کرتے رہنا تیری عقل کا چراغ گل ہونے کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان مغفرت

اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو توبہ کو انسان کے لئے لازم و واجب قرار دیا اور دوسری طرف اپنی رحمت اور مغفرت کے دروازوں کو کھول دیا۔ چنانچہ اللہ رب العزت کے مغفرت کے وعدوں اور بشارتوں کو پڑھتے ہیں تو بے اختیار اس رحیم و کریم آقا پر پیار آنے لگتا ہے۔

☆ ترمذی شریف کی روایت ہے

انّ اللّٰہ عزّ و جلّ یقبلُ توبۃ العبد ما لم یُغرغر

[حق تعالیٰ بندہ کے سکرات الموت میں مبتلا ہونے سے قبل اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں]

☆ مسلم شریف کی روایت ہے

مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مَنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

[جو بندے مغرب سے سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کرے گا اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا]

☆ توبہ کرنے والے کے گناہوں کا دفتر بالکل صاف کر دیا جاتا ہے، توبہ کرنے سے وہ اسی طرح ہو جاتا ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ

[گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے، جس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں]

☆ اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے تو نہ صرف گناہوں کو معاف دیتے ہیں بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (الفرقان ۷۰)

[پس یہی لوگ ہیں جن کی برائیوں کو حق تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیں گے]

☆ روایت ہے کہ ایک آدمی صحرا میں سفر کر رہا تھا کہ ایک جگہ تھک کر سو گیا۔ جب جاگا تو دیکھا کہ اونٹنی کہیں چلی گئی ہے۔ تلاش بسیار کے بعد خود نا امیدی سے یقین ہو گیا کہ مجھے اس صحرا میں شدت بھوک و پیاس سے موت آجائے گی۔ عین اس مایوسی کے عالم میں اونٹنی مل گئی تو وہ مخلص کہنے لگا۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَ اَنَا رَبُّكَ (یا خدا تو میرا بندہ میں تیرا رب)

یعنی اس بندے کو اتنی خوشی ہوئی کہ خوشی کے مارے اللہ کا لفظ بھی نہ کہہ سکا۔ حدیث پاک میں آیا کہ جتنی خوشی اس موقع پر اس مسافر کو ہوئی اس سے زیادہ خوشی اللہ تعالیٰ کو اس وقت ہوتی ہے جب کوئی بندہ توبہ تائب ہوتا ہے۔

☆ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ جب شیطان کو مردود بنا دیا گیا تو اس نے مہلت مانگی

رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ

[یا اللہ مجھے قیامت تک مہلت دے دے]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ

[تجھے معین دن تک مہلت دی گئی]

ابلیس سوچنے کی بات ہے کہ گمراہیوں کو مہلت مل سکتی ہے تو امت محمدیہ کے گنہگاروں کو کیوں نہیں مل سکتی۔

☆ ایک روایت میں آیا ہے کہ جب شیطان کو مہلت مل گئی تو اس نے قسم کھا کر کہا:

وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا اَزَالُ اُغْوِیْهِمْ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ اَجْسَادِهِمْ

[اے اللہ مجھے تیری عزت کی قسم، تیرے جلال کی قسم میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا جب تک اس کی روح ان کے جسم میں موجود ہیں]

جب شیطان نے بہکانے کی قسمیں کھائیں تو رحمت خداوندی جوش میں آئی۔ ارشاد فرمایا

وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ

[مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں ان کے گناہوں کو معاف کردوں گا جب وہ مجھ سے استغفار کریں گے] (تفسیر ابن کثیر ج ۳)

☆ یک بڑے میاں کہیں جا رہے تھے کہ رستے میں چند نوجوان آپس میں بحث مباحثہ کرتے نظر آئے۔ قریب سے گزرنے لگے تو ایک نوجوان نے کہا بابا

جی ہاں ایک مسئلہ بتاؤ ایک شخص نے کوئی گناہ نہیں کیا وہ اللہ کے راستے کی خاطر جہاد میں جاتا ہے وہ شخص جو جہاد میں گیا ہوگا اس نے کچھ کرنی ہوگی؟ بولو جی میں نے کہا کچھ نہیں کچھ نیکیاں ہوں میرے لیے دعائے ہوتے ہیں جب کوئی نوٹے تو میں سن کر کہہ دیتا ہوں۔ لیکن اس پر نظر رکھتا ہوں کہ وہ دوبارہ نوٹ جائے۔ ممکن ہے کہ اس گناہوں کے گناہوں کی وجہ سے رشتہ ٹوٹے کے بعد پھر تو سے گاڑھا باندھ لی اس پر اللہ کی خاص نظر ہی ہو کہ یہ بندہ کہیں پھر نہ ٹوٹ جائے۔

جب اللہ کی رحمت اس قدر عام ہے تو پھر ہمیں توبہ کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیئے ہمیں کثرت سے استغفار کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ والی تو فرماتے ہیں، اے میرے بندے اگرچہ تیرے گناہ آسمان کے تاروں کے برابر ہیں اگرچہ تیرے گناہ ساری دنیا کے درختوں کے پتوں کے برابر ہیں، اے میرے بندوں کے بھائی کے برابر ہیں پھر بھی تیرے گناہ تھوڑے ہیں میری رحمت زیادہ ہے۔ تو توبہ تو کرے میں تیری توبہ قبول کروں گا بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اے میرے بندے اگر تو نے توبہ کی پھر تو زمین، پھر تو بھی پھر تو زمین، پھر تو بھی پھر تو بھی پھر تو زمین بھر اگر تو نے بیشمار گناہ میرے بندے گونے سودفعہ توبہ کی اور سو دفعہ توڑ دیا، پھر اگر تو سچے دل سے میرے بندے توبہ کرے میں تیری توبہ قبول کروں گا۔ سچ کہا گیا

اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَالتَّائِبُ مَغْفُوْرٌ (امت گنہگار و رب غفور آمرزگار راست)

استغفار کے فوائد درج ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ

[بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے]

تو معلوم ہوا کہ کثرت سے توبہ و استغفار کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم استغفار کرتے رہا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بن جائیں۔

اب استغفار کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے بھی سنئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَخْرَجًا وَ مِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَ رَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (مشکوٰۃ ص ۲۰۷)

اس حدیث پاک میں استغفار کے تین عجیب و غریب فوائد کا ذکر کیا گیا۔

ہر تنگی سے نجات

فرمایا

مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَخْرَجًا

[جو استغفار کو لازم کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے نجات عطا فرماتے ہیں]

یعنی ہر تنگی اور مشکل کے وقت کثرت سے استغفار کرنا انسان کو نجات کا راستہ دکھا دیتا ہے۔ پھر اس کی مشکلیں دور ہو جاتی ہیں۔

ہر غم سے نجات

وَ مِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجاً (ہر ہر غم سے انسان کو نجات دیتا ہے)

غم کیلئے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ ایک حزن اور ایک ھم۔ حزن تو کوئی بھی غم ہو سکتا ہے۔ لیکن یہاں ھم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ھم اس شدید غم کو کہتے ہیں جو جان کو گھلا دے۔ تو فرمایا کہ استغفار شدید قسم کے غموں سے بھی انسان کو نکال دیتا ہے۔

رزق میں فراوانی

وَ رَزَقَهٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

پھر فرمایا اس کو ایسی جگہ سے رزق ملے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ استغفار کرنے سے انسان کے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ اس کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔

آج لوگ آ کر شکایت کرتے ہیں۔ حضرت بڑی تنگی میں ہوں، بڑی پریشانی میں ہوں، پیکام نہیں ہو رہا وہ کام نہیں ہو رہا، کاروبار ٹھپ ہو گیا ہے، اٹکا ہے کسی کچھ کر دیجئے۔ ان سب حضرات کیلئے ایک ہی علاج ہے، ایک ہی نسخہ ہے کہ استغفار کی پابندی کریں، استغفار کی کثرت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر پریشانی سے نکال دیتے ہیں۔

☆☆☆

⑤ درود شریف

روزانہ صبح و شام سو سو مرتبہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

سید اسادات اور معدن الطافات نبی اکرم ﷺ کی امت پر بس قدر احسانات ہیں کہ نہ تو ان کا حق ادا ہو سکتا ہے نہ ہی شمار ہو سکتا ہے۔ لہٰذا سالک جتنی بار ناغہ کی اور محبت و اخلاص سے درود شریف پڑھے وہ کم ہے چہ بائیکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے اس پر بیشمار اجر و ثواب عطا فرما دیئے۔ نبی اکرم پر درود بھیجنا اولیے نے کرم کا جامع و شامع کا معمول رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسند عالیہ نقشبندیہ میں سالک کو صبح شام سو سو مرتبہ درود شریف پڑھنے کی تاکید کی جاتی ہے درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

یہ درود شریف مختصر اور جامع ہے۔ سالک انتہائی محبت اور شوق سے درود شریف پڑھے اور پڑھتے وقت یہ تصور کرے کہ درود و سلام کا یہ ایک تحفہ ہے جو وہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیج رہا ہے۔

دلائل از قرآن مجید

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب)

(بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اس پیغمبر پر۔ اے ایمان والو تم بھی آپ پر درود بھیجو کرو اور خوب سلام بھیجا کرو)

اس آیت شریفہ کو "ان" کے لفظ سے شروع فرمایا گیا جو نہایت تاکید کی دلیل ہے۔ مزید برآں مضارع کا صیغہ استعمال کیا گیا جو استمرار اور دوام کی دلیل ہے مفہوم یہ ہوا کہ یقینی چیز ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے ہمیشہ درود بھیجتے رہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ پر اس سے بڑھ کر عزت افزائی کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے درود بھیجنے کی نسبت اپنی طرف کی پھر انسانوں کی طرف پھر حواس کو حکم دیا کہ تم بھی درود بھیجو۔ اس کا مدعا یہ کہ ما سوائے اللہ کے تمام مخلوق میں سے یہ نبی اکرم ﷺ ہمارے محسن اعظم ہیں پس اللہ تعالیٰ نے جس حق کی مکافات کا طریقہ بتا دیا۔ نبی کریم ﷺ کی شان محبوبیت کا جب عالم کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ شہادت میں آپ ﷺ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ذکر فرمایا۔ آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ۔ آپ کی محبت کو اپنی محبت کے ساتھ اور آپ پر درود کو اپنے درود کے ساتھ شریک فرمایا۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ لکھتے ہیں

اللہ سے رحمت مانگی اپنے پیغمبر پر اور ان کے ساتھیوں کے گھرانہ پر بڑی قویت رکھتی ہے۔ ان پر اس کی شان کے لائق رحمت ترقی ہے اور مانگنے والے پر ایک دانہ مانگنے سے دس رحمتیں اترتی ہیں۔ اب حس کا جتنا بھی جی چاہے تھا

حاصل کرے۔

دلائل اذان و دیث

● نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا (رواہ مسلم و ابوداؤد)

[حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے، اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے]

● طبرانی کی روایت سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے۔ اور جو مجھ پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سو دفعہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو دفعہ درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ہزار ہ من النفاق و براۃ من النار لکھ دیتے ہیں۔

● علامہ نابلسیؒ نے حضور کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تین آدمی قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوں گے۔ ایک جو مصیبت زدہ کی مصیبت بٹائے، دوسرے جو میری سنت کو زندہ کرے، تیسرے جو میرے اوپر کثرت سے درود بھیجے۔

● حضور نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد ہے

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً

(رواہ الترمذی و ابن حبان)

[قیامت میں لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا۔

● یک اور حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا

مجھ پر درود بھیجنا قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے میں نور ہے اور جو یہ چاہے کہ اس کے اعمال بہت بڑی ترازو میں تولیں اس کو چاہئے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرے۔

● زاد السعید میں لکھا ہے کہ قیامت میں کسی مؤمن کی نیکیاں کم ہوجائیں گی تو رسول اللہ ﷺ ایک پرچہ سرگشت کے برابر ترازو میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوجائے گا۔ وہ کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت و سیرت کیسی اچھی ہے آپ فرمائیں گے: میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا۔ تیری حاجت کے وقت میں نے اس کو ادا کر دیا۔"

● ارشاد فرمایا

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ حَتّٰی یَنْصَبَّ عَرَقُہٗ جَبِیْنُہٗ غَفَرَ اللّٰہُ ذُنُوْبَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (رواہ طبرانی)

جو مجھ پر صبح و شام اس قدر درود پڑھے کہ اس کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ میری شفاعت اس کو قیامت کے دن نصیب ہوگی۔

● امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو کوئی ہر روز مجھ پر سو دفعہ درود شریف بھیجے اس کی سو حاجتیں پوری کی جائیں گی۔ تیس دنیا کی باقی آخرت کی۔

● مشائخ نقشبندیہ سے سالکین طریقت کو صبح و شام سو سو مرتبہ درود پاک پڑھنے کی تلقین فرماتے ہیں

درود شریف کے فوائد

کتب حدیث و مشائخ سے کثرت درود کے بے شمار فوائد منقول ہیں، جن کو بیان کرنے کیلئے مستقل ایک کتاب چاہیے یہاں کچھ فوائد اختصار کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔

- گناہوں کا کفارہ ہونا۔
- درجات کا بلند ہونا۔
- اعمال کا بڑی تر از و میں تلنا۔
- ثواب کا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ ہونا۔
- خطرات سے نجات پانا۔
- نبی علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہونا۔
- آپ کا گواہ بننا۔
- عرش کا سایہ ملنا۔
- حوض کوثر پر حاضری نصیب ہونا۔
- قیامت کے دن کی پیاس سے بچنا۔
- پل صراط پر سبوعت سے گزرنا۔
- جہنم سے خلاصی ہونا۔
- مرنے سے پہلے مقرب فرشتوں کا دیکھ لینا۔
- ثواب کا بیس حج دوں سے زیادہ ہونا۔
- نادار کے لئے صدقہ کا قائم مقام ہونا۔

- عمر میں برکت ہونا۔
- پڑھنے والے کے بچے دور پوتے کا مطیع ہونا۔
- دشمنوں پر غلبہ پانا۔
- طلاق سے بری ہونا۔
- دل کا زنگ دور ہونا۔
- لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہونا۔
- جو شخص ساری دعاؤں کو ورد بنائے۔ اس کے دنیا و آخرت کے سارے کاموں کی کفایت ہونا۔
- خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہونا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

☆☆☆

⑥ رابطہ شیخ

دین سیکھنے کے لئے شیخ سے رابطہ رکھنا

تمام معلومات کا اصل اصول رابطہ شیخ ہے۔ اگرچہ کہ معلومات میں یہ چھٹے نمبر پر درج کیا گیا ہے لیکن اس کی پابندی سے سب ہی تمام معلومات کی پابندی نصیب ہو جاتی ہے بلکہ ان کی حقیقت، غرض و غایت اور نتیجہ بھی اسی سے ہی سامنے آتا ہے۔ رابطہ شیخ سے مراد ہے دین سیکھنے کے لئے شیخ سے بعد رکھنا۔ شیخ سے رابطہ ظاہری اور باطنی دونوں ہی کا ہونا چاہئے۔

ظاہری رابطہ تو یہ ہے کہ ہفتہ میں جا کر خدمت ہونا، یا خط و کتابت یا ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعے اپنے حالات سے شیخ کو باخبر رکھنا اور ان کی ہدایت کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنا۔ سالک جس قدر ظاہری رابطہ بڑھائے گا اسی قدر شیخ سے تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوگا اور اسی کی محبت میں رسوخ پیدا ہو کر باطنی رابطہ کی راہ ہموار ہوگی۔ البتہ شیخ کی خدمت میں آنے جانے اور رہنے میں اس بات کا خیال رکھے کہ کسی ایسے وقت میں حاضری کی کوشش نہ کرے کہ جب شیخ کے دل میں کچھ گرانی پیدا ہونا متوقع ہو یا ان کا کوئی معمول متاثر ہوتا ہو۔ بہتر یہ ہے کہ جب آنا ہو یا کہیں سفر میں ساتھ چلنا ہو تو شیخ سے پہلے جو وقت ملے اسے شیخ کی خدمت میں آ کر، شیخ کا پورا پورا خیال رکھے گا تو انشاء اللہ باطنی نعمت سے مالا

ہیں ہوگا۔ شیخ کے آداب فقیر کی کتب مجرہ طیبہ اور بہ حسب مناسب سے دیکھے جا سکتے ہیں۔

رابطہ سے مراد یہ ہے کہ سالک جہاں کہیں بھی ہو شیخ کے زیادہ سے زیادہ قریب ہو اس کی محبت میں شیخ کی محبت کی روح اس طرح سما جائے کہ شیخ کی منشا کا خیال اس کے دل پر حاوی ہو چکا ہو اور اس کے تمام امور اس کے مطابق ہو جائیں۔ جب سالک کی یہ حالت ہو جاتی ہے تو اس کو شیخ سے فیض بروقت مسلسل سے ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس شخص کیلئے جسمانی فاصلے پھر حائل نہیں ہیں، کلاں کچھ نہیں رہتے۔ دور اور نزدیک بھی شیخ سے وہ فائدہ حاصل کر رہا ہوتا ہے جو شیخ کے پاس مخلصت سے رہنے والے حاصل نہیں کر پاتے۔ کیونکہ اس کا دل شیخ کے دل سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ شیخ کی روحانی اور ایمانی کیفیت کے کمیہ درجہ کمال کو پہنچی ہوئی ہوتی ہیں۔ لہٰذا یہ شخص بھی اس سے بالواسطہ مستفیض ہوتا رہتا ہے اور اس کی عنایت سے وافر حصہ پاتا ہے۔

رابطہ شیخ سالک کے لئے بہت ہی نافع اور موثر ہے لہٰذا بعض اوقات مشائخ سالکین کو طلوع اور مناسب تصور شیخ کا شغل بتاتے ہیں تاکہ وہ اس منتظم ہو جائیں اور شیخ کی محبت حاوی ہو جائے۔ لیکن چونکہ یہ کمپنی اور کم علمی کا دور ہے اور لوگوں کا عقائد کے فساد میں مبتلا ہو جانے کا خدشہ ہے، اس لئے تصور شیخ کی بدعت تو نہیں کی جاتی تاہم یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ ہر قدم میں یہ تصور کریں کہ میرا قلب شیخ کے قلب سے ملا ہوا ہے اور شیخ کے قلب سے فیض میرے قلب میں آ رہا ہے۔ سے رابطہ قلبی کہتے ہیں۔ اور جب بھی شیخ کی خدمت میں جائے تو بدقلبی کے ساتھ نہ رہے۔ یہ خصوصی فیض لینے بہت ہی نافع ہے۔

یہ بات بیش نظر رہے کہ شیخ سے ظاہری، بدنی مقدمہ ہے باطنی رابطے کا۔

کیونکہ جب کثرت سے شیخ کے خدمت میں آنا جانا رکھیں گے تو شیخ سے قلبی مناسبت پیدا ہوگی اور ان کے کمالات کا مشاہدہ ہوگا جس سے شیخ کی محبت میں رسوخ حاصل ہو جائے گا اور یہی محبت ہی رابطہ شیخ کا تمام تر اصل اصول ہے۔ جس قدر اس میں اضافہ ہوگا اسی قدر رابطہ شیخ کی حقیقت نصیب ہوگی۔

قرآن مجید سے دلائل:

دلیل نمبر ۱

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ (لقمان ۱۵)

(ان لوگوں کے راستے پر چلو جو میری طرف رجوع کر چکے ہوں)

پیر و مرشد میں چونکہ انابت الی اللہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے لہٰذا ان کی پیروی کرنا آیت بالا کے مطابق حکم الٰہی کی تعمیل ہے اتباع کے لئے اطلاع ضروری ہوتی ہے وراسی کو رابطہ شیخ کہتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲

ارشاد باری تعالیٰ ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (مائدہ ۳۵)

[اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب ڈھونڈو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا کرو، امید ہے تم کامیاب ہو جاؤ گے]

محققین تفسیر کا فرمان ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ میں مرشد پکڑنے کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب اور انسان کی بھلائی کا سبب بنتا ہے۔ جب کہ

"وجاهدوا في سبيله" میں نفس کے خلاف مجاہدے (شدائد تصوف) کی طرف اشارہ ہے حدیث پاک میں ہے

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ (مشکوٰۃ شریف)

[مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جہاد کرے]

دلیل نمبر ۳

ارشاد ربانی تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ ۱۱۹)

[اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو]

حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"اس جگہ قرآن کریم نے علماء یا کسی اور کی بجائے صادقین کا لفظ اختیار فرما کر عام وسائح کی بجائے خاص کی صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو، بات اور دعوے کا بھی سچا ہو، تو کل کا بھی سچا ہو، عمل کا بھی سچا ہو" (معارف القرآن)

صاف ظاہر ہے کہ آج کے دور میں صادقین کا مصداق مشائخ عظام ہی ہیں۔

دلیل نمبر ۴

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں "اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صرف "اَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" کے الفاظ پر کفایت نہیں کی بلکہ "صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" بھی ساتھ فرمایا۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مزید کے مقامات ہدایت اور

مکاشفہ تک پہنچنے کی سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ وہ ایسے شیخ و مرشد کی قدر کرے جو اسے سیدھے رستے پر چلائے اور گمراہیوں اور غلطیوں کے موقعوں سے بچائے اور یہ اس بنا پر ضروری ہے کہ کشفِ مخلوق پر قطع اور کوتاہی کا احتمال ہے اور اس کے عقول و ذہان حق تک پہنچنے اور صحیح کو غلط سے تمیز کرنے میں پورے نہیں اترتے تو پھر ایسے کامل کی اقتدا ضروری ہے جو ناقص کی رہنمائی کرے۔ تاکہ ناقص کی عقل کامل کے نور سے قوت پکڑے۔ یہی حال کرنے سے ناقص (نفس) سے دونوں کے مدارج اور کمالات کی نیز میں کو ضرورت کے لیے یہ دلیل تو ہم محنت کا وجود ہے۔

بیل نمبر ۵

رشاد باری تعالیٰ ہے

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ "(نساء ۶۴)

علامہ سید محمود آلوسی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں

"اس آیت میں دلالت ہے کہ بندہ گنہگار اگر کسی بندہ صالح و پرہیزگار سے دعا کروائے تو قابل قبولیت ہوتی ہے اور جو لوگ اس زمانہ میں بزرگوں کے مرید ہوتے ہیں وہ بھی یہی تو ہے"

(تفسیر روح المعانی الرعد صفحہ ۱۰۹)

آیات بالا سے یہ ثابت ہوا کہ آج کے دور میں بھی جو بندہ گنہگار کسی شیخ کامل شیخ شریعت و سنت کو تلاش کرے گا۔ وہ "وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ" پر عمل کرے گا۔ اگر اس شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت تو کرے گا "اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ" پر عمل کرے گا۔ اگر شیخ کامل کی صحبت میں بیٹھے گا تو "كُوْنُوْا مَعَ

الصادقین کا ڈھب پاسکے گا۔ گرشتہ کامل کے پندرہ صالح پر عمل کرے گا تو "وَ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ" پر عمل کرنے والوں میں شمار ہوگا۔ یہی وہ رستہ "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ" کا مصداق ہے جس پر چلنے کی ہر پنجوقتہ واجع وشام دعا مانگی کرتا ہے۔

احادیث سے دلائل:

فطرت انسانی ہے کہ وہ نقوش سے بنتا اثر لیتی ہے نقوش سے اثر نہیں لیتی گو کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے قرآن کی آیات ناز ہوتی تھیں مگر اس کے باوجود ان پر حقیقت وحضوری کی جو کیفیت نبی علیہ السلام کی خدمت میں ہوتی تھی وہ غیب میں نہیں ہوتی تھی۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں

دلیل نمبر ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"جس روز رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے مدینہ کی ہر چیز منور ہوگئی تھی اور جس دن آپ کا وصال ہوا تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی تھی اور ہم آپ ﷺ کو دفن کے بعد ہاتھ سے مٹی بھی نہ جھاڑ پائے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب میں تغیر پایا تھا۔

پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس ہستیوں نے بھی تسلیم کیا کہ ان کی جو کیفیت نبی علیہ السلام کی صحبت میں ہوتی تھی وہ بغیر صحبت کے نہیں ہوتی تھی جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشکوۃ نبوت سے اکتساب فیض کیا کرتے تھے۔ آج بھی مرید باصفا اپنے مشائخ کی صحبت میں رہ کر ان سے کتساب فیض کرتے ہیں۔

دلیل نمبر۲

مسلم شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ گھر سے یہ کہتے ہوئے نکلے "نافق حنظلہ" (حنظلہ منافق ہوگیا ہے راستے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ یہاں اللہ کیسا کہہ رہے ہو، ہر گز نہیں۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے صورتحال یوں کی کہ جب ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوتے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے جنت دوزخ اور حشر کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم لوگ ایسے ہو جاتے ہیں گویا وہ دونوں ہمارے سامنے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گھر آ جاتے ہیں تو بیوی بچوں اور عزیز و اقربا کے دھندوں میں پھنس کر اس کی بھوں جاتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کیفیت تو ہمیں بھی پیش آتی ہے۔ پس دونوں حضرات نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر صورتحال بیان کی تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہارا ہر وقت وہی حال ہے جیسا میرے پاس ہوتا ہے تو فرشتے تم سے مصافحہ اور راستوں میں معانقہ کرنے لگیں" یہیں بات یہ ہے کہ حنظلہ منافق ہو گیا ہے" (یعنی گاہے گاہے حضوری کی کیفیت عروج پر ہوتی ہے اور گاہے ہیں کمی آتی ہے تاکہ معانی و معارف الٰہی نظر اور دل سے دور نہ رہے) یہ ظاہر محبت کی اس سے زیادہ واضح مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔

دلیل نمبر۳

حدیث پاک میں وارد ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو فکر لگ گئی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا "فلعلک حبوٌ" (شاید تو محبت کرتی ہے) (ترمذی کتاب الزہد)

اب بچے کی بات یہ ہے کہ جس نظر میں عداوت ہو حسد ہو، بغض ہو کیا یہ

ہو، وہ نظر پیدا اثر دکھا سکتی ہے، جو حسن نظر میں محبت ہو، شفقت ہو، رحمت ہو، اخلاص ہو، وہ نظر کیوں اثر نہیں دکھا سکتی۔ یہ بقہ والوں کی نظر ہی تو ہوتی ہے جو گنا ہوں میں تلوث سے ہوئے اسلام میں حساس ندامت پیدا کرتی ہے اور رب کے در پہ رب میں رب کا سوال بنا کر کھڑا کر دیتی ہے

ے نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

دلیل ۴

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم نے ارشاد فرمایا

الرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ

(ابوداؤد، ترمذی)

[ہر شخص اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے، پس اس کو دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس شخص سے دوستی کر رہا ہے]

حدیث بالا کے مطابق انسان اپنے خلیل کے دین پر ہوتا ہے پس سالک کو چاہیے کہ وہ شیخ کی صحبت کو لازم پکڑے اس کو اپنا خلیل اور یار ہمدرد سمجھا جائے تاکہ اس کی ہمنشینی کے رنگ میں رنگ جا سکے اور ترمذی شریف کی روایت ہے کہ نبی علیہ سلام نے فرمایا لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا (ایمان دار کے علاوہ کسی کو دوست مت بناؤ) یہی صحبت شیخ اور رابطہ شیخ ہے۔

دلیل ۵

حدیث پاک میں ہے

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (بخاری و مسلم)

(ہر شخص کا حشر اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا)

یہ حدیث صادر کہ سالکین طریقت کی تسلی کے لئے کافی ہے۔ سالک اگر اپنے شیخ سے رابطہ مضبوط سے ضبط بنائے گا تو اپنے دل میں شیخ کی محبت بھی شدید پائے گا یہی علامت ہے قیامت کے دن اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کا مژدہ جانفزا سنائے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ (تو اس کے ساتھ ہوگا جسکے ساتھ تو نے محبت کی)

اب اس بات کو اگر مزید گہرائی میں سوچیں تو آج جو سالک اپنے کسی شیخ کامل کے ساتھ محبت کرتا ہے تو انہوں ہی کے طور پر اسے اپنے شیخ سے ملا دیا جائیگا۔ اسی طرح اس شیخ کو بھی اپنے شیخ سے ورا ہوتے ہوئے یہ سلسلہ حضور علیہ السلام تک پہنچے گا۔ گویا اس پوری کی پوری چین کو اس لڑی کو آخرت میں نبی علیہ السلام کے ساتھ اکٹھا کر دیا جائے گا کیوں؟ اس لئے کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

دلیل نمبر ۶

حدیث پاک میں ہے۔

عَلَیْکُمْ بِمُجَالَسَۃِ الْعُلَمَاءِ وَسَمَاعِ کَلَامِ الْحُکَمَاءِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحْیِی الْقَلْبَ الْمَیِّتَ بِنُوْرِ الْحِکْمَۃِ کَمَا یُحْیِی الْاَرْضَ الْمَیِّتَ بِمَاءِ الْمَطَرِ (الترغیب الشہیب)

(تمہارے اوپر علماء کی ہم نشینی اور دانا لوگوں کی باتیں سننا فرض لازم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ حکمت کے نور کیساتھ مردہ دلوں کو زندہ فرماتے ہیں۔ جس طرح بنجر زمین کو بارش کے پانی سے زندہ کرتے ہیں)

صحبت شیخ میں وقت گزارنا ہی فرمان نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونا ہے۔

دلیل نمبر ۷

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث پاک میں بنی اسرائیل کے ایک قاتل کا قصہ منقول ہے جس نے ۹۹ قتل کئے پھر نادم و شرمندہ ہوا تو کسی نے اسے صفحاء کی بستی میں جانے کے لئے یوں کہا۔

اَلْطَلِقْ اِلٰی اَرْضِ کَذَا وَ کَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا یَّعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی فَاعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ (ریاض الصالحین)

(اللہ فلاں علاقہ میں چلے جاؤ، ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے لوگ ہوں گے تم بھی ان کے ساتھ عبادت میں لگ جاؤ)

سالک جب اپنے شیخ کی خانقاہ میں حاضر ہوتا ہے تو وہاں مریدین کا مجمع مصداق اُنَاسٌ یَّعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تعالیٰ کا مصداق بن کر موجود ہوتا ہے لہٰذا اسے فَاعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ پر عمل کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

اصلاح نفس

رابطہ مع شیخ کا سب سے بڑا فائدہ وہ یہ ہے کہ انسان کی اصلاح آسان ہو جاتی ہے۔ آدمی جب شیخ کی نظر میں رہتا ہے تو وہ اس کے حسب حال روک ٹوک کرتے ہیں اور اس کو ایسے امور میں مشغول کرتے ہیں جن سے اس کے اندر کا جوہر نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔ بالکل ایسے ہی ہے جیسے ہیرا جوہری کے ہاتھ میں آتا ہے تو اس کی تراش خراش سے اس کے اندر نکھار آجاتا ہے۔

دراصل انسان کا نفس بہت مکار ہے، وہ اپنے رذائل کو بھی لطف کی بنا پر پیش کرتا ہے۔ لیکن جب انسان کسی شیخ کامل کی نظر میں آتا ہے تو پھر اس کی حقیقت کو سمجھ کر اس کی اصلاح فرماتے ہیں۔ اور مرنے سے پہلے پہلے گرمعدوم ہو جائے اور انسان صاف ستھرا ہو کر اپنے رب کے حضور پیش ہو جائے تو اس سے بڑی اور کونسی نعمت ہو سکتی ہے۔

مقامات کی بلندی

حقیقت یہ ہے کہ ہم نکمے اور ناہنجار ہیں قرب الٰہی حاصل کرنے کیلئے جس درجے کی محنت کرنی چاہئے وہ نہیں کرتے۔ تاہم شیخ سے محبت اور رابطہ درجات کی بلندی اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا آسان ترین، سستہ ہے اس بات کو سمجھنے کیلئے ایک حکایت بیان کی جاتی ہے۔

ایک چیونٹی کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں کسی طرح خانہ کعبہ پہنچوں اور بیت اللہ کی زیارت کروں۔ لیکن وہ تو وہاں سے کوسوں دور تھی۔ وہ روز روز سوچتی رہ جاتی کہ میں چھوٹی سی مخلوق ہوں بھلا وہاں کیسے پہنچ سکتی ہوں۔ ایک دفعہ جہاں وہ رہتی تھی کبوتروں کا ایک غول آگیا اور کہیں سے دانہ فاخرہ نیچے لگا چیونٹی نے کیا کیا کہ ایک کبوتر کے پنجے سے چمٹ گئی جیسے ہی کبوتر نے اڑان بھری وہ بھی اس کے ساتھ ہی اڑ گئی۔ آخر کار کبوتر خانہ کعبہ پہنچ گئے تو وہ بھی خانہ کعبہ پہنچ گئی اور اپنی مراد کو پا لیا۔

تو شیخ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے سے یوں بھی ہو جاتا ہے کہ شیخ جس مقام پر پہنچا ہے۔ اس کے ساتھ صبوط متعلق رکھنے والا بھی اس مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اگر تعلق ہی کمزور ہے تو پھر کیسے پہنچے گا۔ اس کی دلیل حدیث سے ملتی ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی۔

مجلس کر کے ہم کہتے ہیں جتنی خوشی ہمیں یہ حدیث سن کر ہوئی اتنی خوشی کبھی نہیں ہوئی۔ محمد میاں نے اس حدیث کے شرح میں یہ لکھا ہے کہ بہت سے کم مقام والے لوگ ہوں گے لیکن اعلیٰ مقامات والے لوگوں کی محبت کی وجہ سے ان کو جنت میں ان کے ساتھ جگہ دیدی جائے گا اور وہ اعلیٰ مقام حاصل کر لیں گے۔

اعلان مغفرت

ذکر شریف کی ایک طویل حدیث ہے جس میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص کسی وجہ سے اللہ والوں اور صلحاء کی مجلس ذکر میں تھوڑی دیر کیلئے بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے سامنے ان ذاکرین کی شان کا اعلان فرمایا تو یہ فرشتے نے کہا کہ فلاں شخص تو بیوا خطا کار ہے وہ اس محفل میں دیسے ہی کسی ضرورت کی وجہ سے آگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے

هم القوم لا يشقى بهم جليسهم و له قد غفرت (مسلم)

یہ ایسی مقبول جماعت ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور شقی نہیں رہ سکتا۔ اس کیلئے بھی مغفرت ہے۔

اب بتائیں کہ جب ذکر و فکر کرنے والی جماعت میں آنے والے اس گنہگار شخص بھی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اپنی کسی غرض سے آیا ہو تو جو مرید شیخ کی محفل میں طالب بن کر آئے تو کرکی اس مجالس میں کیا اس کی مغفرت نہیں ہوگی؟

حلاوت ایمانی میں اضافہ

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں

یہ تین خصائل ہوں وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔

۱) جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے تمام کائنات سے زیادہ محبت رکھتا ہو،

۲) جو کسی بندے سے محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ کے

۳) جو ایمان عطا ہونے کے بعد کفر میں جانا گناہ گور جیسے آگ میں جانا،

(مشکوٰۃ ص ۱۲)

ان حدیث پاک کے مطابق کسی سے صرف اللہ تعالیٰ کیلئے محبت رکھنا حلاوت ایمان کا باعث بنتا ہے۔ ایک مرید کو اپنے شیخ سے جو محبت ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہوتی ہے۔ اس کا شیخ کی خدمت میں آنا جانا بھی صرف اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کیلئے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس تعلق کی نسبت سے اللہ تعالیٰ اس بندے میں طلاوت ایمان پیدا فرما دیتے ہیں۔

اہمیت شفاعت

اگر ہم کسی شیخ سنت شیخ سے رابطہ مضبوط رکھتے ہیں تو ممکن ہے کہ روز آخرت ان کی شفاعت کی وجہ سے ہماری بھی بخشش ہو جائے۔ اس لئے کہ احادیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بعض کاملین کو شفاعت کا حق دیں گے اور وہ اپنے ساتھ کتنے ہی لوگوں کے جنت میں جانے کا سبب بن جائیں گے۔

ایک دفعہ نبی علیہ السلام تین دن تک نخلہ العقیق کی اور سوائے نماز کے اپنے حجرے سے باہر تشریف نہیں لائے۔ تیسرے دن جب تشریف لائے تو صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا تو کبھی نہیں ہوا آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر رکھ کر روتا رہا اور گڑگڑاتا رہا اور امت کی بخشش کی دعا کرتا رہا۔ آخر اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ وعدہ فرمایا کہ قیامت کے دن وہ

میری امت کے ستر ہزار بندوں کو بغیر حساب کتاب جنت میں لے جائیں گے۔ اور پھر ہر ستر ہزار بندوں کو یہ حق دیں گے کہ وہ اپنے ساتھ ستر ہزار بندوں کو بغیر حساب کتاب جنت میں لے جائیں۔ اب سوچیں کہ اگر ہم بھی اپنے کاہر سے تعلق کو مضبوط کریں تو ممکن ہے کہ کہیں ہمارا بھی بیڑا لگ جائے۔

صحابہ کرامؓ سے مشابہت

حدیث میں آیا ہے کہ "العلماء ورثۃ الانبیاء" علماء انبیاء کے وارث ہیں" اور فرمایا کہ جس سے کسی عالم کی تعلیم کی ایسی بات پہنچے جس سے میری تعلیم کی۔ تج کے دن میں قبع ملت مشائخ کی بھی علیہ سلام کے حقیقی وارث ہیں۔ "تج کی محفلوں میں بیٹھنا ایسا ہی ہے جیسے آپ انبیاء کی محفل میں بیٹھتے۔

ہم کتابوں میں صحابہ کرامؓ کی نبی علیہ سلام سے مشق و محبت اور جاں نثاری کی داستانیں پڑھتے ہیں۔ اس کی دعا و تضحیت کی محفلیں، اس کی نشست و برخاست، اس کے نبی علیہ سلام سے، اب ہم یہ واقعات پڑھتے ہیں۔ لیکن اس واقعات کی حقیقی روح، اور سی۔ کرامؓ کی نسبت کا صحیح ادراک و احساس وہی بندہ کرسکتا ہے جو آج کسی شیخ کی محفل میں جاتا ہے اور شیخ کی خدمت میں رہتا ہے۔ گو وہ صحابہ کی ان نسبتوں سے حصہ پاتا ہے۔ اور جو ہمارے اس وقت سے محروم ہیں وہ صحابہ کی ان نسبتوں کو سمجھنے سے بھی محروم ہیں۔ کیونکہ لفظ پڑھ لینا اور چیز ہے اور اس محفل سے گزرنا اور چیز ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مشائخ کی حقیقی محبت عطا فرمادے اور اتباع کامل نصیب فرمادے۔

احبب الصالحین و لست منهم لعل الله یرزقنی صلاحا

(حصہ ب)

ہدایات
برائے سالکین

بسم الله الرحمن الرحيم

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ

اللہ کا رنگ اختیار کرو اور اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں (البقرہ ۲:۱۳۸)

ہدایات برائے سالکین

سلسلہ کے اوراد و وظائف کی تفصیل قوانین حصے میں بتادی گئی۔ اب ضروری محسوس ہوتا ہے کہ طالبین کی رہنمائی کیلئے بعض عمومی باتیں بھی بیان کر دی جائیں کہ جن پر عمل کرنا، شائع سلوک بہت ضروری ہے۔ جس طرح کوئی بیمار ڈاکٹر کے پاس جائے تو وہ اسے دوا بھی دیتا ہے اور ساتھ کچھ پرہیز بھی بتاتا ہے۔ معمولات تشہدیہ کی حیثیت دوا کی مانند ہے اور ان باتوں کی حیثیت پرہیز کی مانند ہے جس طرح پرہیز پر عمل کیا جائے تو دوا کا خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا اسی طرح ان باتوں پر عمل نہ کرنے سے معمولات کے اوراد سے فیوضات زائل ہونے لگتے ہیں اور اگر عمل کر لیا جائے تو نور علی نور ہوتا ہے اور سالک کی باطنی ترقی میں کئی چند اضافہ ہو جاتا ہے۔ وہ باتیں درج ذیل ہیں۔

- سلسلہ عالیہ تشہدیہ کے اوراد و وظائف پر عمل کرنے میں ہمیشہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کی نیت رکھیں۔ ان کے کرنے میں انوارات و فیوضات کا رنگ دیکھنا مقصود ہو وجود دیرور حاصل کرنا اور نہ بزرگ بننا مطلوب ہو۔
- اوراد و اذکار ہمیشہ باوضو ہو کر کریں، بلکہ سالک کو تو ہر وقت باوضو رہنے کی عادت پڑ جانا چاہئے۔ جب ظاہری عبادت کو اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ باطنی صفائی بھی عنایت فرمادیں گے۔
- اوراد و وظائف کو ہمیشہ بلا محبت اور اہل عشق کی طرح پر محبت اور ذوق و شوق

سے کریں نہ کہ صرف وظیفہ پورا کرنا مقصود ہو۔

❁ ذکر اذکار کرنے سے پہلے توقف کریں اور اپنی فکر اور خیال کو مجتمع کر لیں تاکہ یکسوئی حاصل ہو جائے۔ بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ ذکر و حمد جتنے پہلے موت کو یاد کر کے دنیا کی بے ثباتی کو سوچ تا کہ دل گرم ہو جائے اور وظائف کے کرنے میں ذوق و شوق پیدا ہو جائے۔ اس ضمن میں شیخ سے تعلق اور محبت کا خیال بھی نافع ہو سکتا ہے۔

❁ اذکار و حمد نیات میں انوارات و تجلیات کا نظر آنا، وساوس کے کرنے میں سعادت تو ہے مقصود نہیں ہیں۔ اس کے پیچھے نہ پڑنا چاہیے۔ اگر آپ پر ناقدگی سے معمومات کرتے ہیں تو اللہ کی طرف سے اس توفیق کا حاصل ہو جانا ہی بہت بڑی عنایت ہے۔ وہ یہ محض سے نہ کی طرف سے تقویت کی۔

❁ خوابوں کے شمار اور نہ بتیں۔ بعض خواب سچے ہوتے ہیں اور بعض خیالی وہم ہوتے ہیں۔ ان کا تعبیر اور بشارت کا مدار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کامیابی کا مدار یہ ہے کہ آپ کو شریعت سے محبت اور اس کی پابندی کس حد تک نصیب ہے۔

❁ مختلف اوقات اور حالات میں بڑی جامعیت والے جو دی تمام مسنون دعاؤں کو یاد کر لیں اور ان کو اپنے موقع پر پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ یہ چیز دو مذاکر یعنی وقوف قلبی میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ مسنونہ کتابیں فقیر کی کتب فقہ طیبہ اور بیاض رسول کی پیاری دعائیں حاصل کریں۔

❁ شیخ سے اپنے تعلق اور ارادت کو مضبوط بنائیں۔ خط و کتابت یا ٹیلی فون پر اپنے احوال بتاتے رہیں اور وقتاً فوقتاً ان کی خدمت میں اپنی اصلاح کی نیت سے حاضر ہوتے رہیں۔ شیخ کے آداب کا بہت خیال رکھیں کہ تھوڑی سے بے ادبی اس راہ میں سم قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آداب شیخ فقیر کی کتب تصوف و سلوک و تذکرہ

طہیر سے ملاحظہ کریں۔

❁ سنت نبوی پر عمل کرنے کو اپنی عادت بنائیں۔ روزمرہ معمولات میں جس قدر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مماثلت ہوگی اسی قدر محبوبیت میں اضافہ ہوگا اور وصول الی اللہ جلد نصیب ہوگا۔

❁ حلال اور طیب رزق کا اہتمام کریں۔ مشتبہ لقمہ سے پرہیز کریں۔ اس سے عبادات غیر مقبول ہو جاتی ہیں اور باطن کا نور جاتا رہتا ہے۔ دل غیر سے خالی ہو اور پیٹ حرام سے خالی ہو تو ہر اہم اہم عظیم ہو جاتا ہے۔

❁ فرض نمازوں کا خوب اہتمام فرمائیں۔ تمام نمازیں مسجد میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ اور حضور قلب کے ساتھ ادا کریں۔ اوّل حضوری نماز کی یہ ہے کہ معانی سمجھ کر نماز پڑھے۔ اگر ہم ظاہری طور پر نماز کو درست کر لیں گے تو باطنی درستگی اللہ تعالیٰ فرمادیں گے۔ جو بندہ اپنی نماز کو درست نہیں کر سکتا وہ باقی معاملات کو کیسے درست رکھ سکتا ہے۔

❁ تہجد کی نماز اپنے اوپر لازم کر لیں۔ راہ طریقت میں یہ نوافل فرض کی مانند ہیں اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو یہ وحی نازل کی کہ جو بندہ میری محبت کا دعویٰ کرے اور رات آئے تو گہری نیند کو سو جائے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

؎ عطا ہو روی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بن آہ سحر گاہی

❁ اپنی نظر کی حفاظت کریں اور اسے ناجائز جگہ پڑنے سے بچائیں۔ ایک لمحہ کی بدنظری انسان کی سالوں کی محنت کو ضائع کر دیتی ہے۔

❁ غیر شادی شدہ حضرات کو چاہیے کہ روزے رکھا کریں۔ اس سے ایک تو نفس اور شہوت مغلوب ہوں گے دوسرا باطن میں نور پیدا ہوگا۔

- شادی شدہ حضرات کو چاہیے کہ اپنی ازدواجی ذمہ داریوں کو باحسن وخوبی شریعت وسنت کے مواقع پورا کرتے رہیں اور اپنے ایکٹفانہ کے حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھیں۔ بہت سے سالکین کو دیکھا کہ ذکر وعبادت میں اگرچہ خوب محنت کرتے ہیں لیکن گھر کے معاملات میں کوتاہی کرتے ہیں۔ فِذا حقوق العباد کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے سلوک میں رکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری کتاب "مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول" سے رہنمائی حاصل کریں۔
- دوسروں کی دل آزاری سے بچیں، شرک کے بعد سب سے بڑا ظلم کسی کا دل دکھانا ہے۔
- ہر معاملے کو اللہ کی طرف سے سمجھیں اور ہر حال میں اپنی توجہ اللہ کی طرف رکھیں۔ کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا اگر اللہ نہ چاہے اور کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اگر اللہ نہ چاہیں۔ نہ کوئی بندے کو بچا کر سکتا ہے اور نہ بندے کا رزق باندھ سکتا ہے۔ لہٰذا جب بھی کوئی پریشانی ہو، کوئی دکھ تکلیف ہو تو عاملوں اور تعویذ گنڈوں کی طرف بھاگنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھولی پھیلائیں۔ اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور اللہ تعالیٰ کو منائیں۔ ہر قسم کی پریشانی کیلئے اور ہر خطرے سے حفاظت کیلئے ایک ہی عمل کافی ہے جو سونہوں بھی ہے اور مغرب بھی، اس کا معمول بنائیں۔ وہ یہ ہے کہ اوّل وآخر درود شریف کے ساتھ، سورۃ فاتحہ اور چاروں قل پڑھ کر دم کریں، پانی پر دم کر کے پئیں اور پلائیں اور رات کو پڑھ کر سویا کریں۔ انشاء اللہ ہر مضر چیز سے حفاظت رہے گی۔
- تقویٰ کو اپنا شعار بنائیں۔ ولایت کا تعلق ایمان اور تقویٰ سے ہے اور دونوں کا تعلق دل سے ہے۔
- ذکر اذکار کے ساتھ کچھ مجاہدہ نفس بھی کرنا چاہئے۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) قلت طعام (۲) قلت منام (۳) قلت کلام (۴) قلت اختلاط مع الانام

قلت طعام کا مطلب ہے کم کھانا۔ آج کل قومی کے کمزور ہونے کی بناء پر ہم پر توشیں کہتے کہ حتقد میں کی طرز پر اپنے آپ کو بھوکا رکھا جائے بلکہ زیادہ قوت بخش غذائیں استعمال کریں تاکہ کام بہتر کرسکیں۔ البتہ چٹورپن چھوڑ دیا جائے کہ ہر وقت منہ چلانے کی عادت ہو اور فضول چیزیں محض تفریحاً کھائی جائیں۔

قلت منام کا مطلب ہے کم سونا، اس میں بھی زیادہ مبالغہ نہ کیا جائے۔ رات کو جلدی سو کر صبح تہجد کے وقت اٹھنے کی عادت بنائیں۔ اس میں بدن کیلئے راحت بھی ہے اور سنت کا ثواب بھی ہے۔

قلت کلام اور قلت اختلاط کا مطلب ہے۔ کم بولنا اور لوگوں سے کم ملنا۔ اس مجاہدے کو البتہ اختیار کیا جائے۔ کہ اس میں صحت پر اثر نہیں پڑتا البتہ نفس پر بہت اثر پڑتا ہے جو کہ مطلوب ہے۔ کلام اور اختلاط میں قلت تو ہو ترک نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گفتگو اور مصاحبت جس سے اخروی فائدہ ہو اس کو اختیار کریں اور لایعنی کو چھوڑ دیں۔ اس سے انسان کی وہ تمام زمہ داریاں بھی ادا ہو سکیں گی جو انسان پر فرض ہوتی ہیں۔

❁ ذکر اذکار کرنے میں انسان کو کبھی قبض اور کبھی بسط کی حالت کی پیش آتی ہے۔ اور یہ حالتیں اوقتی بدلتی رہتی ہیں۔

قبض کی حالت میں ایک قسم کی بے ذوقی پیدا ہوتی ہے جس سے اذکار میں جی نہیں لگتا اور سالک پر مایوسی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اس حالت میں بددل ہو کر اسباق کو چھوڑ نہ دینا چاہئے۔ اس حالت میں استغفار کی کثرت کریں، شیخ کی صحبت میں جائیں اور معمولات پابندی سے کرتے رہیں۔ اللہ سے امید رکھیں گے اور استقامت اختیار کریں گے تو زیادہ اجر پائیں گے۔

بسط کی حالت میں سالک کو اپنی کیفیات بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ وجد، ذوق اور جذب وشوق کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ انسان کی حضوری کی کیفیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے انعام پر شکر کریں اس سے نعمت میں اور اضافہ ہوگا۔ لیکن اپنی اس حالت پر نازاں نہ ہوں اور عاجزی اختیار کریں۔

◎ تصوف وسلوک کی محنت سے اگر آپ کو شریعت وسنت پر استقامت نصیب ہو رہی ہے تو سمجھیں کہ محنت وصول ہو رہی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو سمجھ لیں کہ سب وجد وحال اور جذب وشوق بے معنی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسباق کی پابندی اور ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادے اور ہمیں اپنے پیارے بندوں میں شامل فرمالے۔ آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین